بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

جلد 70

شمارہ 37

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 800 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

8 صفر 1443 ہجری قمری ● 16 تبوک 1400 ہجری شمسی ● 16 ستمبر 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَکُلُوۡا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡۤ اَنۡتُمۡ بِہٖ مُؤۡمِنُوۡنَ

(سورۃ المائدہ:89)

ترجمہ: اور اُس میں سے جو اللہ نے تمہیں رزق دیا حلال (اور) پاکیزہ کھایا کرو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس پر تم ایمان لاتے ہو۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 10 ستمبر 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

انبیاء علیہم السلام ہر قسم کی اصلاح کیلئے آتے ہیں، اگر وہ بیوی بچے نہ رکھتے ہوں، تو اس پہلو میں تکمیل اصلاح کیونکر ہوتی

دنیا اور اس کی چیزیں انبیاء علیہم السلام پر کوئی اثر نہیں ڈالتی ہیں وہ فانی لذتوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

کیا وجہ ہے کہ انبیاءؑ بیویاں اور بچے بھی رکھتے ہیں؟

بعض نادان لوگوں کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب کہ انبیاء علیہم السلام ایسے فنافی اللہ ہوتے ہیں اور دنیا اور اس کی لذتوں سے دور بھاگتے ہیں، پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ وہ بیویاں اور بچے بھی رکھتے ہیں؟ یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ ایک شخص تو ان باتوں کا اسیر اور ان فانی لذتوں میں فنا ہوجاتا ہے مگر یہ گروہ ان باتوں سے پاک ہوتا ہے۔ یہ چیزیں ان کیلئے محض خادم کے طور پر ہوتی ہیں اور اس کے علاوہ انبیاء علیہم السلام ہر قسم کی اصلاح کیلئے آتے ہیں۔ پس اگر وہ بیوی بچے نہ رکھتے ہوں، تو اس پہلو میں تکمیل اصلاح کیونکر ہوتی۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ عیسائی لوگ معاشرت کے متعلق مسیحؑ کا کیا نمونہ پیش کر سکتے ہیں؟ کچھ بھی نہیں۔ جب وہ اس راہ سے ناواقف ہیں اور ان مدارج سے بے خبر ہیں وہ کیا اصلاح کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی کمال ہے کہ ہر پہلو میں آپ کا نمونہ کامل ہے۔ دنیا اور اس کی چیزیں انبیاء علیہم السلام پر کوئی اثر نہیں ڈالتی ہیں وہ فانی لذتوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے، بلکہ ان کا دل خدا تعالیٰ کی طرف دریا کی ایک تیز دھاری کی طرح جو پہاڑ سے گرتی ہے بہتا ہے اور اس کے رو میں سب خس وخاشاک بہ جاتا ہے۔

غرض انبیاء علیہم السلام ان چیزوں کے غلام نہیں ہوتے، بلکہ یہ چیزیں ان کیلئے بطور خادم ہوتی ہیں اور ان کے اعلیٰ درجہ کے اخلاقی کمالات کا نمونہ ان کے اس ذکر اور ذوق میں جو خدا تعالیٰ کے تصور اور محویت میں انہیں ملتا ہے ان سے کچھ حرج پیدا نہیں ہوتا۔ وہ کچھ ایسے محو اور فنا ہوتے ہیں کہ دنیا سے بالکل الگ ہوتے ہیں۔ جب اس قسم کی ربودگی ہوتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے آوازیں آنے لگتی ہیں اور مکالمات ہوتے ہیں۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو جذب کی قوت لے کر نکلتی ہے وہ دوسرے کو جذب کرتی ہے۔ اس جذب میں اس قدر قوت ہوتی ہے کہ دنیا اور مافیہا کی ساری باتیں اس میں بھسم ہوجاتی ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کے فضل اور فیض کو اپنی طرف کھینچنے لگتی ہے اور اسی سلسلہ کو باقی تمام سلسلوں پر تقدم اور فوق ہوجاتا ہے۔ لیکن اس کیلئے مجاہدہ صحیحہ کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر یہ راہ نہیں کھلتی۔ جیسا کہ فرمایا ہے وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت:70)

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 328، مطبوعہ 2018 قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سوال سے بچنے کا حکم

(1469) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا۔ آپؐ نے انہیں دیا۔ پھر انہوں نے آپؐ سے مانگا اور آپؐ نے انہیں دیا۔ پھر انہوں نے آپؐ سے مانگا اور آپؐ نے انہیں دیا یہاں تک کہ آپؐ کے پاس جو تھا وہ ختم ہوگیا۔ آپؐ نے فرمایا جو مال بھی میرے پاس ہوگا، مَیں اس کو تم سے ہرگز چھپا نہیں رکھوں گا اور جو سوال سے بچے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اُسے بچائے گا اور جو (دنیا کے مال سے) بے نیاز ہونا چاہے گا اللہ تعالیٰ بھی اُسے بے نیاز کردے گا اور جو اپنے نفس پر زور ڈال کر صبر کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کو صبر دے گا اور صبر سے بڑھ کر وسیع اور بہتر کسی کو بھی کوئی نعمت نہیں دی گئی۔

(1470) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُسی کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ بہتر ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی رسی لے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیاں اٹھالائے بہ نسبت اسکے کہ وہ کسی شخص کے پاس آئے اور اُس سے مانگے۔ وہ اُسے دے یا نہ دے۔

(صحیح بخاری، جلد 3، کتاب الزکاۃ، مطبوعہ 2008 قادیان)

اب صرف قرآن کریم ہی کو یہ حفاظت حاصل ہے کہ اسکے ماننے والے ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ سے براہ راست الہام پانے کے مدعی ہوتے چلے آئے ہیں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا دعویٰ ہے کہ کسی علم کا متبع خواہ قرآن کریم کے کسی مسئلہ پر حملہ کرے مَیں اس کا معقول اور مدلل جواب دے سکتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر ذی علم کو ساکت کرسکتا ہوں

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الحجر آیت 10 اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ایک بہت بڑا ذریعہ قرآن مجید کی حفاظت کا یہ بھی ہوا کہ نزول قرآن کے بعد علمی عربی زبان کی تبدیلی بند ہوگئی۔ عربی کے سِوا دنیا میں کوئی ایسی زبان نہیں پائی جاتی جو آج بھی وہی ہو جس طرح تیرہ سو سال پہلے تھی۔ چاسر اور شیکسپیر کی تین سو سال قبل کی انگریزی کی تشریح کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ بہت بدل چکی ہے مگر قرآن مجید کے سمجھنے کیلئے پُرانی لغتوں کی ضرورت نہیں کیونکہ جو شخص علمی عربی آج پڑھتا ہے وہ قرآن کریم کو بھی بغیر کسی کی مدد کے سمجھ سکتا ہے۔

ان ظاہری سامانوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا ایک ایسا ذریعہ بھی مقرر کیا جس میں ملائکہ کا بھی دخل نہیں اور وہ الہام ہے۔ الہام میں ملائکہ بعض اوقات صرف پہنچانے والے ہوتے ہیں مگر انہیں اس کا سبب نہیں قرار دیا جاسکتا۔

حق یہ ہے کہ خدا کا کلام بندے کے ساتھ براہ راست ہوتا ہے۔ ملائکہ صرف بطور واسطہ کے ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ کہہ کر یہ بتایا ہے کہ ہم اس کلام کی آیندہ تازہ بتازہ الہام کے ذریعہ سے حفاظت کرتے رہیں گے یعنی مجدد اور مامور وغیرہ مبعوث کرتے رہیں گے۔

یہ ظاہر ہے کہ جس کتاب کے لفظ تو محفوظ ہوں مگر معنوں کی حفاظت نہ ہو وہ محفوظ کتاب نہیں کہلا سکتی۔ مثلاً وید ہیں اگر یہ فرض بھی کرلیا جائے کہ وہ لفظاً محفوظ ہیں تو بھی وہ کتاب کامل ہونے کے لحاظ سے محفوظ نہیں کیونکہ جس زبان میں وہ نازل ہوئے ہیں وہ محفوظ نہیں رہی اس لئے اسکے معانی بالکل مشتبہ ہوگئے ہیں۔ اب اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام پاکر کوئی شخص اس کے صحیح معانی نہ بتائے تو کون یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ وہ

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 27 اگست 2021ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

اہم سوالات کے جوابات: از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جامعہ احمدیہ گھانا کی حضور انور سے ورچوئل ملاقات

نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ گھانا کی حضور سے ورچوئل ملاقات

اختتامی خطاب حضور انور جلسہ سالانہ مغربی کینیڈا 2013

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال وجواب

رپورٹ سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ یو۔کے

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

126 واں جلسہ سالانہ قادیان 24، 25 اور 26 دسمبر 2021ء کو منعقد ہوگا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے، جلسہ کی ہر لحاظ سے کامیابی کیلئے دعائیں جاری رکھیں

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی العَالَمِ ✿ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

شیخ محمد حسین بٹالوی کا افترا ہے کہ میری بہت سی پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں، اگر وہ میری پیشگوئیوں کو جھوٹا ثابت کر دے تو ہم فی پیشگوئی اُسے سو روپیہ نقد دیں گے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ انعامی چیلنج ہم آپ کی کتاب "اَلْاِسْتِفْتَاء" رُوحانی خزائن جلد 12 سے پیش کرر ہے ہیں۔ اِفتاء یا اَلافتاء فتویٰ دینے کو کہتے ہیں اِسی سے دارالافتاء ہے یعنی وہ ادارہ جہاں سے فتویٰ جاری کیا جاتا ہے اور اسی سے اسم فاعل کا صیغہ مفتی ہے جس کا مطلب ہے فتویٰ دینے والا اور اِستفتاء یا اَلاستفتاء کسی سے فتویٰ چاہنے یا لینے کو کہتے ہیں۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 20 ؍فروری 1893ء کو پنڈت لیکھ رام کے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ آج سے چھ برس کے اندر اندر کسی بھی وقت اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ چھ برس سے زیادہ مہلت اسے ہرگز نہیں مل سکتی۔ پیشگوئی کے پُرشوکت الفاظ یہ تھے :

خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو 20 فروری 1893ء ہے، چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی اُن بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔ سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی رُوح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر یک سزا کے بھگتنے کے لئے میں طیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے زیادہ اس سے کیا لکھوں۔ (مجموعہ اشتہار جلد 1 صفحہ 393، ایڈیشن 2019، مطبوعہ قادیان)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فوٹ نوٹ میں لکھا کہ :

''اب آریوں کو چاہئے کہ سب مل کر دُعا کریں کہ یہ عذاب ان کے اس وکیل سے ٹل جائے۔

پیشگوئی کے عین مطابق پنڈت لیکھ رام ٹھیک چار سال بعد 6 ؍مارچ 1897ء کو اس دُنیا سے چل بسا۔ پیشگوئی روزِ روشن کی طرح پوری ہوگئی لیکن آریوں نے اسے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سازش قرار دیا نعوذ باللہ من ذالک۔ افسوس کی انتہا تب ہوتی ہے جب مسلمان علماء آریوں کے ساتھ ملکر اُنکی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ چنانچہ محمد حسین بٹالوی نے لکھا کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی حالانکہ مسلمان علماء کو سوچنا چاہئے کہ پنڈت لیکھ رام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ کوئی ذاتی لڑائی نہیں تھی بلکہ یہ اسلام اور آریوں کے مابین ایک نہایت پُرشوکت رُوحانی جنگ تھی جس میں اسلام کی عظیم الشان فتح ہوئی اور ہندو مذہب کو شکست فاش لیکن ان علماء پر کس قدر افسوس کیا جائے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بغض و عناد میں اسلام کی عزت کی کچھ بھی پروا نہیں کی اور پیشگوئی کو باطل ٹھہرانے کیلئے پورا زور لگایا۔

ایسے میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ رسالہ تحریر فرمایا تاکہ آپؑ لوگوں سے فتویٰ طلب کریں کہ آیا آپؑ کی پیشگوئی لیکھ رام کے متعلق روزِ روشن کی طرح پوری ہوگئی یا نہیں؟ اور اس کے لئے آپ نے پیشگوئی کے پورا ہونے پر کتاب میں اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی تاکہ لوگوں کو فتویٰ دینے میں آسانی ہو۔ اسی مناسبت سے آپؑ نے اس کتاب کا نام "اَلْاِسْتِفْتَاء" رکھا۔ اس پر چار ہزار کے قریب لوگوں کے خطوط موصول ہوئے کہ لیکھ رام کے متعلق آپؑ کی پیشگوئی پوری ہوئی اس کو سازش کے تحت قتل قرار دینا غلط ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان میں سے 279 مصدقین کے نام اپنی معرکۃ الآراء کتاب تریاق القلوب میں صفحہ 173 تا 191 شائع فرما دیئے۔ ان فہرست کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں بیسیوں ایسے لوگ ہیں جو ہندو ہیں اور انہوں نے آپؑ کے حق میں سچی گواہی دی ہے۔ مثلاً 239 نمبر پر ملاوامل صاحب ہندو لاہور اندرون لوہاری دروازہ کی گواہی درج ہے کہ ''جناب مرزا صاحب نے جو پیشگوئی بابت پنڈت لیکھ رام فرمائی تھی میعاد کے اندر پوری ہوئی۔'' اسی طرح 248 نمبر پر بیربل صاحب بدوملی قوم اروڑا شاہوکار کی تصدیق ہے کہ ''یہ پیشگوئی مرزا صاحب کی سچی ہے۔'' اور 279 نمبر پر جیون سنگھ نمبردار باٹھانوالہ کی گواہی ہے کہ ''ہم نے مان لیا مرزا صاحب سچے ہیں اور لیکھ رام فوت ہو گیا ہے۔'' افسوس کہ ہندوؤں کو تو پیشگوئی کی صداقت نظر آ گئی لیکن محمد حسین بٹالوی کو نظر نہ آئی۔

محمد حسین کی کوشش کہ پیشگوئی کسی طرح باطل ٹھہرائی جائے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اب وہ مشکل جس کیلئے اس استفتاء کی ضرورت پڑی صرف اسی قدر نہیں کہ آریہ صاحبوں نے اس راقم پر خفیہ سازش کا الزام لگایا۔ بلکہ ہماری قوم کے بعض بزرگ لوگوں نے بھی ان سے اتفاق کر لیا اور یہ چاہا کہ ایسی عظیم الشان پیشگوئی جس کی تکذیب کا نتیجہ معاہدہ☆ کے کاغذات کے رُو سے اسلام کی تکذیب ہے کسی طرح باطل ٹھہرائی جائے۔ چنانچہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ اور ایسا ہی بعض چند اور مولویوں نے عام طور پر یہ رائے شائع کر دی ہے کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ چنانچہ انہوں نے ایک خط میری طرف بھی بھیج دیا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ ''میں نے اپنی نیک نیتی سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی یعنی لیکھ رام کی موت صرف ایک اتفاقی امر تھا جس میں خدا کا کچھ دخل نہیں'' اور اس بات پر زور دیا کہ کیوں یہ امر ثابت شدہ مان لیا جائے کہ پیشگوئی سچی ہوئی۔ اور کیوں یہ قبول نہ کیا جائے کہ یہ ایک اتفاقی موت ہے جو پیشگوئی کے زمانہ میں وقوع میں آ گئی۔ (الاستفتاء رُوحانی خزائن جلد 12 صفحہ 111)

ایسی تاویلوں سے دنیا میں کسی نبی کی پیشگوئی قائم نہیں رہے گی

یہ انتہائی نامعقول، بے شرمی، ناانصافی اور خوفِ خدا سے لاپروائی کی بات ہے کہ جب پیشگوئی سچی ہو جائے اور عین وقت پر اپنی تمام شان کے ساتھ پوری ہو جائے تو اسے اتفاق کہہ کر اس کو جھوٹا قرار دے دیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

افسوس کہ ان لوگوں نے ان خیالات کے ظاہر کرنے کیوقت یہ نہیں سوچا کہ ان تاویلوں سے دنیا میں کسی نبی کی پیشگوئی قائم نہیں رہیگی کیونکہ ہر ایک جگہ اس وہم کا دروازہ کھلا ہے کہ یہ اتفاقی واقعہ ہے۔ پس اگر یہی رائے سچی ہے تو انہیں اقرار کرنا چاہئے کہ تمام نبیوں کی نبوت پر کوئی بھی ثبوت نہیں اور سب اتفاقی واقعات ہیں۔

محمد حسین موٹے اور سطحی خیال کا انسان اور اسکا دل خدا کی سچی معرفت سے بے نصیب

اصل بات یہ ہے کہ ایسے شُبہے ہمیشہ ان لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں جنکے دل خدا کی سچی معرفت سے بے نصیب ہیں وہ خدا کے کاموں سے حیرت زدہ ہو کر انکار کرنے کیطرف جھک جاتے ہیں اور واقعات کو اس پہلو کی طرف کھینچ لیتے ہیں جس پہلو تک انکے موٹے اور سطحی خیال ٹھہر گئے ہیں اور اسی پر وہ زور دیتے رہتے ہیں۔

اتفاق سے موت ہی کیوں ہوئی کوئی اَور اتفاق کیوں نہ ہوا

نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ اگر لیکھ رام اتفاقی طور پر بذریعہ قتل مر گیا تو اس طور پر بھی تو اتفاقی امر کا واقعہ ہونا ممکن تھا کہ کوئی شخص اس کی نسبت ارادہ قتل کا نہ کرتا۔ یا اگر کرتا تو اپنے ارادہ میں ناکام رہتا یا اگر کسی قدر حملہ کرتا تو ممکن تھا کہ اس سے موت تک نوبت نہ پہنچتی۔ پھر کیا سبب کہ دوسرے پہلوؤں کے تمام اتفاقات ممکنہ ظہور میں نہ آئے اور یہ اتفاق جو ان پہلوؤں کی نسبت اپنے ساتھ مشکلات بھی رکھتا تھا ظہور میں آ گیا۔ (ایضاً صفحہ 111، 112)

دشمن حق محمد حسین کے لئے انعامی چیلنج کے پُرشوکت الفاظ

نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

اس شیخ دشمن حق کا یہ بھی میرے پر افترا ہے کہ اور بھی بعض پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں۔ ہم بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ہم شیخ مذکور کو فی پیشگوئی سو روپیہ نقد دینے کو تیار ہیں اگر وہ ثابت کر سکے کہ فلاں پیشگوئی خلاف واقعہ ظہور میں آئی۔ مگر کیا وہ یہ بات سن کر تحقیقات کے لئے درخواست کرے گا؟ نہیں اس کو نخوت نے اندھا کر دیا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص نہایت درجہ کا مفسد اور دشمن حق ہے اس کو اسلام سے کچھ خاص دشمنی ہے اس کا دل نہیں چاہتا کہ اس پُرآشوب زمانہ میں اسلام کی عزت اور شوکت اور بزرگی ظاہر ہو۔ مگر یہ اس ارادہ میں ناکام رہے گا۔ میری بات سن رکھو! اب سے خوب یاد رکھو کہ خدا بہت سے نشان دکھائے گا۔ نہیں چھوڑے گا جب تک ایسے لوگوں کو ذلیل کر کے نہ دکھلائے۔ (ایضاً صفحہ 135 حاشیہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کہ "خدا نہیں چھوڑیگا جب تک ایسے لوگوں کو ذلیل کر کے نہ دکھلائے" کے مطابق محمد حسین کو پوری زندگی ذلت کا سامنا رہا۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے ایک نبی کی مخالفت میں پوری زندگی ذلت و رُسوائی کے سوا اَور کچھ نہیں کمایا۔ آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......

☆ معاہدہ کے متعلق سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ معاہدہ یہ تھا کہ :

جو پیشگوئی لیکھ رام کے حق میں کی جائے گی وہ دین اسلام اور آریہ مذہب میں ایک فیصلہ ناطق ہوگی۔ اگر پیشگوئی سچی نکلی تو وہ دین اسلام کی سچائی کی گواہ ہوگی اور ہندو مذہب کے بطلان پر دلیل ٹھہرے گی اور اگر جھوٹی نکلی تو وہ ہندو مذہب کی سچائی پر گواہ ہوگی اور نعوذ باللہ دین اسلام کے بطلان پر دلالت کرے گی۔ اور یہ شرط پنڈت لیکھ رام نے اپنے اصرار سے لکھوائی تھی اور چونکہ مجھے خدا تعالیٰ کے وعدوں پر وثوق تھا اس لئے میں نے بھی اس کو قبول کر لیا تھا۔

(الاستفتاء رُوحانی خزائن جلد 12 صفحہ 110)

ایک دوسرے مقام پر اس معاہدہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : اس طول طویل معاہدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی پیشگوئی لیکھ رام کو بتلائی جائے اور وہ سچی نہ ہو تو وہ ہندو مذہب کی سچائی کی دلیل ہوگی اور فریق پیشگوئی کرنے والے پر لازم ہوگا کہ آریہ مذہب کو اختیار کرے یا تین سو ساٹھ روپیہ لیکھ رام کو دیدے جو پہلے سے شرمپت ساکن قادیان کی دوکان پر جمع کرا دینا ہوگا۔ اور اگر پیشگوئی کرنے والا سچا نکلے تو اسلام کی سچائی کی یہ دلیل ہوگی اور پنڈت لیکھ رام پر واجب ہوگا کہ مذہب اسلام قبول کرے۔ (ایضاً صفحہ 117)

خطبہ جمعہ

اللہ اپنا حکم نافذ کرنے والا ہے اور اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم کو نمودار کرے گا......تم اپنی حالت میں کوئی تغیر و تبدل نہ کرنا ورنہ اللہ تمہیں تمہارے علاوہ لوگوں سے بدل دے گا...... مجھے اس وقت امت مسلمہ کی تباہی اور بربادی کا صرف تمہی سے اندیشہ ہے (حضرت عمر فاروقؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

چین کے شہنشاہ نے مسلمانوں کے حالات و واقعات سننے کے بعد یَزْ دَجَرْد کو لکھا کہ

تمہارے قاصد نے مسلمانوں کی جو صفات بیان کی ہیں میرے خیال میں اگر وہ پہاڑ سے بھی ٹکرا جائیں تو اسے ریزہ ریزہ کر دیں

ہمارا معاملہ ہمیشہ بامِ عروج پر رہے گا اور ہم تمام مصائب سے محفوظ رہیں گے جب تک کہ ہم چوری اور خیانت نہ کریں جب ہم مالِ غنیمت میں خیانت کرنے لگیں گے تو یہ ناپسندیدہ باتیں ہمارے اندر نظر آئیں گی، یہ برے کام ہماری اکثریت کو لے ڈوبیں گے (حضرت عثمان بن ابو العاصؓ)

جنگِ رَے، فتحِ قُوْمِیْس، آذربائیجان، خُرَاسَان، اِصطخر، فَسَا اور دارِ ابجرد، کرمان، سِجِسْتَان، مکران اور آرمینیا کی مصالحت کا تذکرہ

ٹرکش انٹرنیٹ ریڈیو کے افتتاح کا اعلان

چار مرحومین مکرم محمد المختار قُبطَہ صاحب آف مراکش، مکرم محمود احمد صاحب سابق خادم مسجد اقصیٰ و مسجد مبارک قادیان، محترمہ سودہ صاحبہ اہلیہ عبد الرحمٰن صاحب آف کیرالہ انڈیا اور محترمہ سعیدہ مجید صاحبہ اہلیہ شیخ عبد المجید صاحب آف فیصل آباد کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مودہ 27 اگست 2021ء بمطابق 27 ظہور 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ- اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ-

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات کا ذکر چل رہا ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک جنگ ہوئی جسے جنگ رَے کہتے ہیں۔ رَے ایک مشہور شہر ہے جو پہاڑوں کی سرزمین ہے۔ یہ نیشاپور سے 480 میل کے فاصلے پر اور قَزْوِیْن سے 51 میل کے فاصلے پر ہے۔ رَے کے رہنے والے کو رازی کہتے ہیں۔ مشہور مفسر قرآن حضرت امام فخر الدین رازیؒ رَے کے رہنے والے تھے۔ رَے کا حاکم سِیَاوَخْش بن مِہْرَان بن بَہْرَام شُوْبِیْن تھا۔ اس نے دُنْبَاوَنْد، طَبَرِسْتَان، قُوْمِس اور جُرْجَان والوں کو اپنی امداد کے لیے بلایا اور ان کو کہا کہ مسلمان رَے پر حملہ آور ہیں۔ تم ان کے مقابلے کے لیے جمع ہو جاؤ ورنہ پھر الگ الگ تم ان کے سامنے کبھی نہ ٹھہر سکو گے۔ چنانچہ ان علاقوں کی امدادی افواج بھی رَے میں جمع ہو گئیں۔ ابھی یہ مسلمان جو تھے رَے کے راستے میں ہی تھے کہ ایک ایرانی سردار اَبُوالْفَرُخَان زَیْنَبِی مصالحانہ طور پر مسلمانوں سے آملا جس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ اس کی رَے کے حاکم سے لگتی تھی۔ لشکر جب رَے پہنچا تو دشمن کی تعداد اور اسلامی لشکر کی تعداد میں کوئی مناسبت نہیں تھی۔ یہ صورت دیکھ کر زَیْنَبِی نے نُعَیم کو کہا کہ آپ میرے ساتھ کچھ شہسوار بھیجیے میں خفیہ راستے سے شہر کے اندر جاتا ہوں، آپ باہر سے حملہ آور ہوں اور شہر فتح ہو جائے گا۔ چنانچہ رات کے وقت نُعَیم بن مُقَرِّن نے اپنے بھتیجے مُنْذِرْ بِن عَمْرو کی سرکردگی میں رسالے کا کچھ حصہ زینبی کے ہمراہ بھیج دیا اور ادھر باہر سے لشکر لے کر خود شہر پر حملہ آور ہوئے۔ جنگ شروع ہو گئی۔ دشمن نے بڑی ثابت قدمی سے حملہ کا جواب دیا مگر جب اپنی پشت سے ان مسلمانوں کے نعروں کی آواز سنی جو زینبی کے ہمراہ شہر کے اندر داخل ہو گئے تھے تو ہمت ہار دی اور شہر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ شہر والوں کو تحریراً امان دے دی گئی اور جو امان دی اس کے الفاظ اس طرح ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ تحریر ہے جو نُعَیم بن مُقَرِّن، زَیْنَبِی کو دیتے ہیں۔ وہ باشندگان رَے اور باہر کے باشندوں کو جو ان کے ساتھ ہیں امان دیتے ہیں اس شرط پر کہ ہر بالغ سالانہ حسب طاقت جزیہ دے اور یہ کہ وہ خیر خواہی کرے۔ راستہ بتائیں اور خیانت اور دھوکا بازی نہ کریں اور ایک دن رات مسلمانوں کی میزبانی کریں اور ان کی تعظیم کریں۔ جو مسلمانوں کو گالی دے گا سزا پائے گا اور جو اس پر حملہ کرے گا مستوجب قتل ہوگا۔ بہر حال یہ تحریر ہو کر گواہی ڈالی گئی۔

(مقالہ تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ، از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب، صفحہ 170 تا 172)

(تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 537، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2012ء) (معجم البلدان، جلد 1، صفحہ 511، جلد 3، صفحہ 132، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

پھر فتحِ قُوْمِیْس اور جُرْجَان ہے۔ یہ بائیس ہجری کی ہیں۔ رَے کی فتح کی خوشخبری حضرت عمرؓ کے پاس قاصد لے کر پہنچا تو آپ نے نعیم بن مقرن کو لکھا کہ اپنے بھائی سُوَیْد بن مُقَرِّن کو قُوْمِیْس کی فتح کے لیے بھیج دو۔ یہ شہر رے اور نیشاپور کے درمیان طَبَرِسْتَان کے پہاڑی سلسلہ کے آخری حصہ پر واقع تھا۔ قُوْمِیْس والوں نے کوئی مزاحمت نہ کی اور سُوَیْد نے ان لوگوں کے لیے امان اور صلح کی تحریر لکھ دی۔ اسکے ساتھ ہی جُرْجَان جو طَبَرِسْتَان اور خُرَاسَان کے درمیان ایک بڑا شہر تھا اور طَبَرِسْتَان نے لوگوں نے بھی سُوَیْد کی طرف اپنے لوگ بھیجے اور انہوں نے بھی جزیہ پر صلح کر لی۔ سُوَیْد نے سب علاقے کے لوگوں کیلئے امان اور صلح کی تحریر لکھ کر دے دی۔

(سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از الصلابی صفحہ 432 دار المعرفہ بیروت 2007ء)

کوئی مذہب کی بات نہیں ہوئی۔ جنہوں نے صلح کی ان کے ساتھ صلح کر لی گئی۔ پھر فتحِ آذربائیجان ہے۔ یہ بھی بائیس ہجری کی ہے۔ حضرت عمرؓ کی طرف سے آذربائیجان کی مہم کا جھنڈا عُتْبَہ بن فَرْقَدْ اور بُکَیر بن عبد اللہ کو دیا گیا تھا جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور حضرت عمرؓ نے ہدایت کی تھی کہ دونوں الگ الگ اطراف سے حملہ آور ہوں۔ بُکَیر بن عبد اللہ لشکر لے کر بڑھے اور جَرْمِیْذَان کے قریب رستم کا بھائی اِسْفَنْدِیَاذ بن فَرُّخْزَاذ جو وَاجْرُوْذ کے معرکہ میں شکست کھا کر بھاگا تھا مقابلہ کے لیے نکلا۔ یہ بُکَیر کا آذربائیجان میں پہلا معرکہ تھا۔ لڑائی ہوئی۔ دشمن کو شکست ہوئی اور اِسْفَنْدِیَاذ گرفتار ہو گیا۔ اِسْفَنْدِیَاذ نے اسلامی سالار بُکَیر سے پوچھا کہ آپ صلح پسند کرتے ہیں یا جنگ؟ بُکَیر نے جواب دیا کہ صلح۔ وہ بولا تو پھر آپ مجھے اپنے پاس ہی رکھیں۔ اپنی قید میں لے لیا ہے تو اپنی قید میں رکھو۔ جب تک میں ان لوگوں کا نمائندہ بن کر آپ سے صلح نہ کروں گا یہ لوگ کبھی مصالحت نہیں کریں گے۔ جنگ لڑتے رہیں گے جبکہ ارد گرد کے پہاڑوں میں منتشر ہو جائیں گے یا یہ لوگ قلعوں میں محصور ہو جائیں گے۔ بُکَیر نے اِسْفَنْدِیَاذ کو اپنے پاس ہی رکھا۔ آہستہ آہستہ اَور علاقہ ان کے زیر اقتدار آتا چلا گیا۔ عُتْبَہ بن فَرْقَدْ نے دوسری جانب سے حملہ کیا۔ اسفندیاذ کا بھائی بَہْرَام ان کے راستے میں حائل ہوا مگر لڑائی کے بعد شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اسفندیاذ نے جب یہ خبر سنی تو کہنے لگا کہ اب لڑائی کی آگ بجھ گئی اور صلح کا وقت آ گیا۔ چنانچہ اس نے صلح کر لی اور آذربائیجان کے باشندوں نے اس کا ساتھ دیا اور یہ صلح نامہ لکھا گیا۔ اس کے الفاظ یہ تھے جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع ہوتا ہے۔ یہ تحریر ہے جو امیر المومنین عمر بن خطاب کے عامل عُتْبَہ بن فَرْقَدْ آذربائیجان کے باشندوں کو دیتے ہیں۔ آذربائیجان کے میدانی علاقے اور پہاڑی علاقے اور سرحدی اور کناروں کے علاقے کے رہنے والوں اور تمام مذاہب والوں کے لیے یہ تحریر ہے۔ ان سب کو امان ہے اپنے نفوس کے لیے، اپنے اموال کے لیے، اپنے مذاہب کے لیے، اپنی شریعتوں کے لیے اس شرط پر کہ وہ جزیہ ادا کریں اپنی طاقت کے مطابق۔ جو بھی ان کی طاقت ہے اس کے مطابق جزیہ ادا کریں۔ لیکن جزیہ نہ بچے پر ہوگا نہ عورت پر، نہ لمبے بیمار پر جو ایک مستقل بیمار ہے جس کے پاس مال نہیں، نہ اس عابد گوشہ نشین پر جس کے پاس کچھ مال نہیں اور یہ یہاں کے باشندوں کے لیے بھی ہے اور ان کے لیے بھی جو باہر سے آ کر ان کے ساتھ آباد ہو جائیں۔ آئندہ آنے والوں اور وہاں آباد ہونے والوں کے لیے بھی ہے۔ ان کے ذمہ اسلامی لشکر کی ایک دن رات مہمان نوازی ہے اور اس کو راستہ بتانا

ہے۔ اگر کسی سے کوئی فوجی خدمت لی جائے گی تو اس سے جزیہ ساقط کر دیا جائے گا۔ جو یہاں قیام کرے اس کے لیے یہ شرائط ہیں اور جو یہاں سے باہر جانا چاہے وہ امن میں ہے حتی کہ اپنے امن کے مقام پر چلا جائے۔ یہ تحریر جُنْدُبْ نے لکھی اور اس کے گواہ ہیں بُکَیر بن عبداللہ اور سِماک بن خَرَشَہ۔

(مقالہ تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ، از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب، صفحہ 176 تا 179)

(تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 539-540، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2012ء)

آرمینیا کی مصالحت کے بارے میں لکھا ہے کہ آذربائیجان کی فتح کے بعد بُکَیر بن عبداللہ آرمینیا کی طرف بڑھے۔ ان کی امداد کے لیے حضرت عمرؓ نے ایک لشکر سُرَاقَہ بن مالِک بن عَمرو کی سرکردگی میں بھجوایا اور اس مہم میں سپہ سالار اعلیٰ بھی سُرَاقَہ کو مقرر کیا اور ہراول دستوں کی کمان عبدالرحمٰن بن رَبِیْعَہ کو دی۔ ایک بازو کا افسر حُذَیْفَہ بن اُسَید غِفَارِی کو بنایا اور یہ حکم دیا کہ جب یہ لشکر بُکَیر بن عبداللہ کے لشکر سے جو آرمینیا کی طرف روانہ تھا جا ملے تو دوسرے بازو کی کمان بکیر بن عبداللہ کے سپرد کی جائے۔ یہ لشکر روانہ ہوا اور ہراول دستوں کے افسر عبدالرحمٰن بن رَبِیعہ سرعت سے نقل و حرکت کرتے ہوئے بُکَیر بن عبداللہ کے لشکر سے آگے نکل کر بَابْ مقام کے قریب جا پہنچے جہاں شَہْرَ بَرَاز حاکمِ آرمینیا مقیم تھا۔ یہ شخص ایرانی تھا۔ اس نے خط لکھ کر عبدالرحمٰن سے امان حاصل کی اور عبدالرحمٰن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ایرانی تھا اور آرمینیوں سے اسے نفرت تھی۔ اس نے عبدالرحمٰن کے پاس صلح کی پیشکش کی اور کہا کہ مجھ سے جزیہ نہ لیا جائے۔ میں حسب ضرورت فوجی امداد دیا کروں گا۔ یہاں یہ ایک اَور طرز کا معاہدہ ہو رہا ہے۔ خود آ گیا ہے۔ صلح کر لی تو جزیہ نہ لیا جائے۔ میں مدد کرتا ہوں، فوجی مدد کروں گا۔ سراقہ نے یہ تجویز منظور کر لی اور بغیر جنگ کے آرمینیا پر قبضہ ہو گیا۔ حضرت عمرؓ کی خدمت میں جب اس قسم کی صلح کی رپورٹ کی گئی تو نہ صرف یہ کہ آپ نے اسے منظور کر لیا بلکہ بڑی مسرت اور پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ حضرت سُرَاقَہ نے جو تحریر صلح کی دی وہ یہ تھی کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ تحریر ہے جو امیر المومنین عمر بن خطاب کے گورنر سراقہ بن عمرو نے شَہْرَ بَرَاز اور آرمینیا اور ارْمَنْ کے باشندوں کو دی ہے وہ انہیں امان دیتے ہیں ان کی جانوں پر، اموال پر اور مذہب پر کہ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے۔ وہ حملے کی صورت میں فوجی خدمت سرانجام دیں گے اور ہر اہم کام میں جب حاکم مناسب سمجھے مدد دیں گے اور جزیہ ان پر نہیں لگایا جائے گا بلکہ فوجی خدمت جزیہ کے بدلے میں ہو گی۔ مگر جو فوجی خدمت نہ دیں ان پر اہل آذربائیجان کی طرح جزیہ ہے اور راستہ بتانا ہے اور پورے ایک دن کی میزبانی ہے لیکن اگر ان سے فوجی خدمت لی جائے گی تو جزیہ نہ لیا جائے گا۔ اگر فوجی خدمت نہ لی جائے گی تو جزیہ لگایا جائے گا۔ پھر اس کے بھی گواہ ہیں عبدالرحمٰن بن رَبِیعَہ اور سَلْمان بن رَبِیعہ، بُکَیر بن عبداللہ۔ یہ تحریر جو ہے مَرْضِی بن مُقَرِّن نے لکھی اور یہ بھی گواہ ہیں۔

اس کے بعد سراقہ نے آرمینیا کے اردگرد کے پہاڑوں کی طرف افواج بھیجنا شروع کیں۔ چنانچہ بکیر بن عبداللہ، حبیب بن مَسْلَمَہ، حُذَیفہ بن اُسَید اور سَلْمان بن رَبِیعہ کی سرکردگی میں ان پہاڑوں کی طرف افواج روانہ ہوئیں۔ بکیر بن عبداللہ کو مُوْقَان بھیجا گیا۔ حبیب کو تَفْلِیس کی طرف روانہ کیا اور حُذَیفہ بن اُسَید کو لَانْ کے پہاڑوں میں رہنے والوں کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ سراقہ کی ان افواج میں نمایاں کامیابی بکیر بن عبداللہ کو ہوئی۔ انہیں مُوْقَان بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے موقان کے باشندوں کو امن کی تحریر دے دی اور یہ تحریر یوں تھی جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع ہوتی ہے۔ یہ وہ تحریر ہے جو بکیر بن عبداللہ نے قبح کے پہاڑوں میں اہلِ مُوقَان کو دی ہے۔ ان کو امان ہے ان کی جانوں پر، ان کے مالوں پر، ان کے مذہب پر، ان کی شریعتوں پر اس شرط پر کہ وہ جزیہ دیں جو ہر بالغ پر ایک دینار یا اس کی قیمت ہے۔ ہر جگہ یہ جو معاہدے ہو رہے ہیں وہاں مذہب پہ آزادی ہے، شریعت کی آزادی ہے۔ جو الزام لگایا جاتا ہے کہ اسلام نے مذہب تلوار سے پھیلایا، کسی کو نہیں کہا گیا کہ زبردستی اسلام لاؤ۔ اور خیر خواہی کریں اور مسلمانوں کو راستہ دکھائیں اور ایک دن رات کی میزبانی کریں۔ ان کے لیے امان ہو گی جب تک وہ اس عہد نامے پر قائم رہیں اور خیر خواہ رہیں اور ہمارے ذمہ ان سے وفاداری ہے۔ واللہُ الْمُسْتَعَانُ۔ اللہ مددگار ہے لیکن اگر وہ اس عہد کو ترک کر دیں اور کوئی فریب ان سے سرزد ہو تو ان کی امان باقی نہ ہو گی مگر یہ کہ وہ دھوکا کرنے والوں کو حکومت کے سپرد کر دیں ورنہ وہ بھی ان کے شریک سمجھے جائیں گے۔ اس کے بھی گواہ مقرر تھے۔ چار پانچ گواہوں نے دستخط کیے۔

(مقالہ تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ، از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب، صفحہ 180 تا 184)

پھر فتحِ خُرَاسان ہے جو بائیس ہجری میں ہوئی۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ جنگ جَلُولَاء کے بعد بادشاہِ ایران یَزْدَجَرد رَے پہنچا۔ وہاں کے حاکم آبَانْ جَاذَوَیہ نے یَزْدَجَرد پر حملہ کر دیا اور یَزْدَجَرد کی مہر پر قبضہ کر کے اپنی مرضی کی دستاویز تیار کر لیں اور پھر وہ انگوٹھی اسے واپس کر دی۔ پھر آبان حضرت سعدؓ کے پاس آیا اور وہ تمام چیزیں واپس کر دیں جو تحریری طور پر لکھی ہوئی تھیں۔ یعنی جو دستاویز تیار کی گئی تھیں وہ انہیں دے دیں۔ یَزْدَجَرد رَے سے اصفہان کی طرف روانہ ہوا۔ آبَان کو یَزْدَجَرد کا وہاں قیام پسند نہ آیا۔ اس لیے یَزْدَجَرد کو کِرْمَان کی طرف روانہ ہونا پڑا۔ مقدس آگ اس کے ساتھ تھی۔ یہ لوگ آگ پرست تھے تو آگ کو ساتھ لیے پھرتے تھے۔ جو ان کی مقدس آگ تھی وہ اس کے ساتھ تھی۔ پھر اس نے خُرَاسان کا ارادہ کیا اور مَرْو میں آ کر مقیم ہو گیا۔ مقدس آگ کو وہاں روشن کر دیا اور اس کے لیے آتش کدہ تعمیر کروایا اور باغ لگوایا جو مَرْو سے دو فرسخ یعنی چھ میل کے فاصلے پر تھا۔ یہاں آ کر وہ امن و امان سے رہنے لگا۔ غیر مفتوحہ علاقوں کے اہل عجم سے خط و کتابت کی اور راہ و رسم بڑھانے لگا یہاں تک کہ وہ سب اسکے مطیع اور فرمانبردار ہو گئے۔ نیز اس نے مفتوحہ علاقوں کے اہلِ فارِس کو اور ہُرمُزان کو بھی ورغلایا۔ چنانچہ اس ورغلانے کے نتیجہ میں انہوں نے مسلمانوں سے اپنے وفا کے بندھن توڑ ڈالے اور بغاوت کر دی۔ نیز اہلِ جِبَال اور اہلِ فِیرُوزَان نے بھی ان کی دیکھا دیکھی معاہدے توڑ دیے اور بغاوت کر دی۔ جِبَال جو ہے یہ عراق میں ایک معروف علاقے کا نام ہے جو اَصْبَہان سے لے کر زَنْجَان، قَزْوِین، ہَمَذَان، رَے وغیرہ شہروں پر مشتمل ہے۔ فِیرُوزَان اَصْبَہان کی ایک بستی کا نام ہے۔ بہرحال ان وجوہات کی بنا پر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو اجازت دے دی کہ وہ ایران کے علاقوں میں پیش قدمی کر کے اس کے اندر گھس جائیں۔ چنانچہ اہل کوفہ اور اہل بصرہ روانہ ہوئے اور انہوں نے ان کی سرزمین پر پہنچ کر زبردست حملے شروع کر دیے۔ اَحْنَف بن قیس خُرَاسان کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں انہوں نے مِہْرجَان قَذَق پر قبضہ کر لیا۔ مِہْرجَان قَذَق جو ہے یہ حُلْوَان سے لے کر ہَمَذَان تک پہاڑوں کے درمیان کا ایک وسیع علاقہ ہے جو کئی شہروں اور بستیوں پر مشتمل تھا۔ پھر مزید آگے بڑھتے ہوئے اَصْبَہان کی طرف روانہ ہوئے تو اس وقت اہل کوفہ ''جَیّ'' کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ جَیّ بھی اَصْبَہان کے نواح میں ایک قدیم شہر کا نام تھا جو آج کل تقریباً ویران ہے۔ عجم میں اس کو شَہْرِسْتَان کہا جاتا ہے۔ اس لیے وہ طَبَسَان کے راستے خُرَاسان میں داخل ہوئے اور ہَرَات پر بزور شمشیر قبضہ کر لیا۔ طَبَسَان ایک نواحی قصبہ ہے جو نیشاپور اور اَصْبَہان کے درمیان واقع ہے۔ فارس میں اسے مفرد کے طور پر طَبَس پڑھتے ہیں۔ ہَرَات، خُرَاسان کے مشہور شہروں میں سے ایک عظیم اور مشہور شہر ہے۔ انہوں نے وہاں صُحَار بن فُلَاں عَبْدِی کو اپنا جانشین بنایا اور پھر مزید آگے بڑھتے ہوئے مَرْوشَاہِجَہان کی طرف روانہ ہوئے۔ مَرْوشَاہِجَہان خُرَاسان کے شہروں اور قصبوں میں سب سے مشہور ہے۔ یہ نیشاپور سے 210 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس دوران درمیان میں کسی سے کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ اس لیے نیشاپور کی طرف مُطَرِّف بن عبداللہ بن شِخِّیر کو بھیجا اور سَرْخَس کی طرف حارِث بن حسان کو روانہ کیا۔ سَرْخَس بھی خُرَاسان کے نواح میں ایک پرانا اور بڑا شہر ہے جو نیشاپور اور مَرْو کے درمیان واقع ہے۔ بہرحال جب اَحْنَف بن قیس مَرْوشَاہِجَہان کے قریب پہنچا تو یَزْدَجَرد مَرْوِرُوْذ چلا گیا اور وہاں رہنے لگا۔ مَرْوِرُوْذ جو ہے اس کا یہ نام اس لیے ہے کہ مَرْو اس سفید پتھر کو کہتے ہیں جس میں آگ جلائی جاتی ہے۔ نہ وہ سیاہ ہوتا ہے اور نہ سرخ اور رُوذ فارسی میں دریا کو کہتے ہیں گویا یہ دریا کا مَرْو ہوا۔ یہ مَرْوشَاہِجَہان سے پانچ دن کی مسافت پر ایک بہت بڑے دریا پر واقع ہے۔ اَحْنَف بن قیس مَرْوشَاہِجَہان میں فروکش ہو گئے۔ یَزْدَجَرد نے مَرْوِرُوْذ پہنچنے کے بعد خوف کے مارے مختلف حاکموں کے پاس امداد کی درخواست کی۔ اس نے خَاقَان سے بھی امداد کی درخواست کی۔ شاہِ صُغْد کو بھی تحریر کیا کہ فوج کے ذریعہ اسکی مدد کی جائے۔ صُغْد وہ علاقہ ہے جس میں سمرقند اور بُخَارا وغیرہ واقع ہیں۔ نیز اس نے شہنشاہ چین سے بھی امداد کی درخواست کی۔ اَحْنَف بن قیس نے مَرْوشَاہِجَہان پر حارِثَہ بن نعمان بَاہِلِی کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اس عرصہ میں کوفہ کی فوجیں ان کے چاروں سرداروں کی قیادت میں اَحْنَف بن قیس کے پاس پہنچ گئیں۔ جب تمام فوجیں مَرْوشَاہِجَہان آ گئیں تو اَحْنَف بن قیس نے مَرْوشَاہِجَہان سے مَرْوِرُوْذ کی طرف فوج کشی کی۔ جب یَزْدَجَرد کو یہ خبر ملی تو وہ بَلْخ کی طرف روانہ ہو گیا۔ بَلْخ بھی دریائے جَیحُون کے قریب خُرَاسان کا ایک خوبصورت شہر تھا چنانچہ اَحْنَف بن قیس مَرْوِرُوْذ میں مقیم ہو گئے۔ جب کوفہ کی فوجیں براہ راست بَلْخ روانہ ہو گئیں تو پھر اَحْنَف بن قیس بھی ان کے پیچھے روانہ ہو گئے۔ بالآخر بَلْخ میں اہل کوفہ کی افواج اور یَزْدَجَرد کی افواج کا سامنا ہوا اور فریقین کے درمیان مقابلہ ہوا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے یَزْدَجَرد کو مات دے دی اور وہ ایرانیوں کو لے کر دریا کی طرف روانہ ہوا اور دریا پار کر کے بھاگ گیا۔ اتنے میں اَحْنَف بن قیس بھی کوفہ کی فوجوں کے ساتھ آ ملے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں بَلْخ کو فتح کرا دیا۔ اس لیے بَلْخ اہلِ کوفہ کی فتوحات میں شامل تھا۔ اس کے بعد خُرَاسان کے وہ باشندے جو بھاگ گئے تھے یا قلعہ بند ہو گئے تھے اور نیشاپور سے لے کر طُخَارِسْتَان کے باشندے سب صلح کے لیے آنے لگے۔ طُخَارِسْتَان: یہ جو علاقہ ہے یہ بہت سے شہروں پر مشتمل ہے اور یہ خُرَاسان کے نواح میں ہے۔ اس کا سب سے بڑا شہر طَالِقَان ہے۔ اس کے بعد اَحْنَف بن قیس واپس مَرْوِرُوذ چلے گئے اور وہاں رہنے لگے۔ البتہ رِبعی بن عامر جو عرب کے شرفاء میں سے تھے ان کو طُخَارِسْتَان میں اپنا جانشین بنایا۔ اَحْنَف بن قیس نے حضرت عمرؓ کو فتح خُرَاسان کی خبر لکھ کر بھجوائی۔ فتح خُرَاسان کی خبر سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں چاہتا تھا کہ ان کے خلاف کوئی لشکر نہ بھیجا جاتا اور میری خواہش تھی کہ ان کے اور ہمارے درمیان آگ کا سمندر حائل ہوتا۔ یہ کہتے ہیں جی زمینوں پہ قبضہ کرنا چاہتے تھے، ملکوں پہ قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن حضرت عمرؓ کی یہ خواہش تھی کہ میں فوج نہیں بھیجنا چاہتا تھا۔ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی یہ بات سن کے فرمایا۔ اے امیر المومنین! آپؓ یہ بات کیوں فرماتے ہیں؟ تو آپؓ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں کے باشندے تین مرتبہ عہد شکنی کریں گے اور معاہدہ کو توڑیں گے اور تیسری مرتبہ ان کو مغلوب کرنے کی ضرورت ہو گی۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کے پاس فتحِ خُرَاسان کی خبر پہنچی تو وہ فرمانے لگے مَیں چاہتا ہوں کہ ہمارے اور ان کے درمیان آگ کا سمندر حائل ہوتا۔ اس بات پر حضرت علیؓ نے فرمایا اے امیر المومنین! یہ تو خوشی کا مقام ہے۔ آپؓ کو کیا پریشانی ہے؟ فتح ہو گیا اور آپ کہتے ہیں روک پیدا ہو جاتی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں خوشی کی بات ہے مگر پریشان اس بات پر ہوں کہ یہ لوگ تین مرتبہ عہد شکنی کریں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عمرؓ کو یہ اطلاع ہوئی کہ اَحْنَف بن قیس کا مَرْو کے دونوں شہروں پر قبضہ ہو گیا ہے اور انہوں نے بَلْخ بھی فتح کر لیا ہے تو آپ نے فرمایا اَحْنَف بن قیس اہلِ مشرق کے سردار ہیں۔ پھر اَحْنَف بن قیس کو یہ تحریر کیا کہ تم دریا عبور نہ کرنا بلکہ تم اس سے پہلے کے علاقے میں مقیم رہو۔ جن خصوصیات کے ساتھ تم خُرَاسان میں داخل ہوئے

تھے آئندہ بھی تم ان عادات پر قائم رہنا۔اس طرح فتح ونصرت ہمیشہ تمہارے قدم چومے گی البتہ تم دریا کو عبور کرنے سے پرہیز کرو ورنہ تم نقصان اٹھاؤ گے۔(تاریخ طبری مترجم، جلد 3، حصہ اول، صفحہ 183 تا 185، دارالاشاعت کراچی 2003ء)(تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 546-547، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2012ء)(معجم البلدان، جلد 2، صفحہ 26، 105، جلد 3، صفحہ 451، 250، 37، 191، 252، جلد 4، صفحہ 347، 471، 253 دارالاحیاء التراث العربی بیروت)

یزْدَجَرد نے پہلے اپنے ہمسایہ ممالک کو مدد کے لیے بلایا تھا۔اس وقت توان ممالک نے کوئی خاص امداد نہیں کی مگر اب یزدجرد خود اپنی مملکت سے بھاگ کر ان کے پاس مدد کا طالب ہوا اور ان ممالک سے مدد حاصل کر کے دوبارہ اپنا ملک فتح کرنے کا قصد کیا۔ترک سردار خَاقَان نے اس کا ساتھ دیا اور بَلْخ میں اپنی فوج لے کر آ گیا۔بَلْخ دریائے جَیْحُوْن کے قریب خُرَاسَان کا ایک خوبصورت شہر تھا۔مسلمان بیس ہزار کی تعداد میں تھے۔اَحْنَف نے ترک شہسواروں کے تین فوجی قتل کر دیے جس سے ترک سردار خَاقَان بدشگونی لیتا ہوا واپس چلا گیا۔چین کے شہنشاہ نے مسلمانوں کے حالات و واقعات سننے کے بعد یزْدَجَرد کو لکھا کہ تمہارے قاصد نے مسلمانوں کی جو صفات بیان کی ہیں میرے خیال میں اگر وہ پہاڑ سے بھی ٹکرا جائیں تو اسے ریزہ ریزہ کر دیں اور اگر میں تمہاری مدد کے لیے آؤں تو جب تک وہ یعنی مسلمان ان اوصاف پر قائم ہیں جو تمہارے قاصد نے مجھے بتائے ہیں کہ یہ اوصاف ہیں تو وہ میرا تخت بھی چھین لیں گے اور میں ان کا کچھ بگاڑ نہ سکوں گا اس لیے تم ان سے مصالحت کر لو۔ یزْدَجَرد پھر مختلف شہروں میں پھرتا رہا یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں قتل ہوا۔

(سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از الصلابی، صفحہ 433 تا 435، دارالمعرفہ بیروت 2007ء)
(تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 548، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2012ء)

اَحْنَف بن قیس نے فتح کی خوشخبری اور مال غنیمت حضرت عمرؓ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور ان سے خطاب فرمایا۔فتح کے متعلق تحریر حضرت عمرؓ کے ارشاد پر پڑھ کر سنائی گئی۔پھر حضرت عمرؓ نے اپنے خطبہ میں فرمایا: یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا ہے اور اس ہدایت کا ذکر فرمایا ہے جس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا تھا۔اور اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں سے جلد ثواب اور دنیا وآخرت میں دیر سے بھلائی کے ملنے کا وعدہ فرمایا ہے۔پھر حضرت عمرؓ نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (التوبۃ:33) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے خواہ وہ مشرک کیسا ہی ناپسند کریں۔پھر آپؓ نے فرمایا کہ تمام حمد اللہ کے لیے ہے جس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور اپنے لشکر کی مدد کی۔سنو! اللہ نے مجوسی بادشاہت کو ہلاک کر دیا اور ان کے اتحاد کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔اپنی حکومت کی ایک بالشت زمین بھی اب ان کی ملکیت میں باقی نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو نقصان پہنچا سکیں۔سنو! اللہ نے تم کو ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے اموال اور ان کے بیٹوں کا وارث بنا دیا ہے تا کہ وہ دیکھے کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو۔اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ تمہاری طرح بہت سی قومیں فوجی طاقت کی مالک تھیں۔حضرت عمرؓ مسلمانوں کو نصیحت فرما رہے ہیں۔اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ تمہاری طرح بہت سی قومیں فوجی طاقت کی مالک تھیں اور گذشتہ زمانے کی بہت سی مہذب قومیں دور دراز کے ممالک میں قابض ہوگئی تھیں۔اللہ اپنا حکم نافذ کرنے والا ہے اور اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم کو نمودار کرے گا۔تم لوگ اس کے احکامات کو نفاذ کرانے کے لیے ایسے شخص کی پیروی کرو جو تمہارے لیے اس کے عہد کو پورا کرے اور تمہارے لیے خدائی وعدے کو پورا کر کے دکھائے۔تم اپنی حالت میں کوئی تغیر وتبدل نہ کرنا ورنہ اللہ تمہیں تمہارے علاوہ لوگوں سے بدل دے گا۔اگر بدل دو گے اپنے دین کو بھول جاؤ گے، جو احکامات ہیں ان پر عمل نہیں کرو گے تو پھر اللہ تعالیٰ دوسرے لوگوں کو لے آئے گا۔پھر فرمایا: مجھے اس وقت امت مسلمہ کی تباہی اور بربادی کا صرف تمہی سے اندیشہ ہے۔مجھے یہ خطرہ نہیں کہ دشمن مسلم امہ کو تباہ کرے گا بلکہ مسلمانوں کی مسلم امہ کی تباہی وبربادی کا صرف تمہی مسلمانوں سے ہی اندیشہ ہے اور خوف ہے۔

(تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 549، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2012ء)(تاریخ طبری مترجم، جلد 3، حصہ اول، صفحہ 190، دارالاشاعت کراچی 2003ء)

اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہی بات سچ ثابت ہو رہی ہے۔مسلمان ہی مسلمان کی گردنیں مار رہا ہے۔ان کو ختم کر رہا ہے۔ایک دوسرے پہ حملے کر رہا ہے۔ملک ملک پہ چڑھائی کر رہے ہیں اور کہنے کو یہ جہاد ہے لیکن مسلمان مسلمانوں کو قتل کر رہا ہے۔

فتحِ اِصْطَخْر: اِصْطَخْر فارس کا مرکزی شہر تھا۔یہ سَاسَانی بادشاہوں کا قدیم مرکزی اور مقدس مقام تھا۔یہاں پر ان کا قدیم آتش کدہ بھی تھا جس کی نگرانی خود شہنشاہِ ایران کرتا تھا۔حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ نے اِصْطَخْر کے مقام کا ارادہ کرتے ہوئے اس کی طرف پیش قدمی کی اور اہل اِصْطَخْر کے ساتھ جَور کے مقام پر مقابلہ ہوا۔مسلمانوں نے وہاں ان کے ساتھ بھرپور جنگ لڑی۔پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اہل جَور کے مقابلے پر فتح عطا کی اور مسلمانوں نے اِصْطَخْر بھی فتح کر لیا۔بہت سے لوگوں کو قتل کیا گیا اور بہت سے لوگ بھاگ گئے۔حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ نے کافروں کو جزیہ ادا کرنے اور ذمی رعایا بننے کی دعوت دی۔چنانچہ انہوں نے ان سے خط و کتابت کی اور حضرت عثمان بن ابوالعاص بھی ان سے نامہ و پیام کرتے رہے۔آخر کار ان کے حاکم ہُرمُز نے اس پیشکش کو قبول کر لیا اور جزیہ ادا کرنے پر راضی ہو گئے۔چنانچہ جو لوگ فتح اِصْطَخْر کے وقت بھاگ گئے تھے یا الگ ہو گئے تھے سب جزیہ ادا کرنے کی شرط کے ساتھ دوبارہ امن کی جگہ پہ واپس آ گئے۔دشمن کی شکست کے بعد حضرت عثمان بن ابوالعاص نے سب مال غنیمت جمع کیا اور اس کا خُمس نکال کر امیر المومنین حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دیا اور باقی حصہ مسلمانوں میں تقسیم کی غرض سے رکھ لیا اور تمام مسلمان فوجوں کو لوٹ مار سے روک دیا اور چھینی ہوئی چیزوں کو واپس کرنے کا حکم دیا۔جو کچھ لوگوں سے چھینا تھا سپہ سالار نے کہا کہ سب واپس کرو۔پھر حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ نے تمام لوگوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا ہمارا معاملہ ہمیشہ بامِ عروج پر رہے گا اور ہم تمام مصائب سے محفوظ رہیں گے جب تک کہ ہم چوری اور خیانت نہ کریں۔جب ہم مال غنیمت میں خیانت کرنے لگیں گے اور یہ ناپسندیدہ باتیں ہمارے اندر نظر آئیں گی تو یہ برے کام ہماری اکثریت کو لے ڈوبیں گے۔خیانت کرو گے، چوری کرو گے تو پھر یہی باتیں تمہیں لے ڈوبیں گی اور آج کل کے مسلمانوں میں یہی کچھ ہمیں نظر آ رہا ہے۔آپس میں ہی لوٹ مار ہے یا جہاں بھی جاتے ہیں وہاں لوٹ مار ہے، بد دیانتی ہے اور انہی بداخلاقیوں نے ان کو بالکل ہی کسی کام کا نہیں چھوڑا اور ہر جگہ دنیا میں بدنام ہو رہے ہیں۔

حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ نے فتح کے دن فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو انہیں ہر قسم کی برائیوں سے بچاتا ہے اور ان کے اندر امانت اور دیانت داری کی خصوصیات پیدا فرما دیتا ہے۔اس لیے تم امانتوں کی حفاظت کرو کیونکہ تم سے اپنے دین و مذہب کی جو چیز سب سے پہلے چھوٹے گی وہ ہے امانت۔اور جب تمہارے اندر سے دیانت داری جاتی رہے گی تو روزانہ کوئی نہ کوئی نیکی تمہارے اندر سے جاتی رہے گی۔دیانتداری گئی تو نیکیاں بھی ختم ہونی شروع ہو جائیں گی۔

حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت کے آخری زمانے اور حضرت عثمانؓ کے دور خلافت کے پہلے سال شَہْرَک نے بغاوت کر دی اور اس نے اہلِ فارس کو ورغلایا اور ان کو بھڑکانے کے نتیجہ میں اہلِ فارس نے عہد شکنی کی۔حضرت عثمان بن ابوالعاص کو ان کی سرکوبی کے لیے دوبارہ بھیجا گیا اور پیچھے سے حضرت عبداللہ بن مَعْمَرؓ اور شِبْل بن مَعْبَد بَجَلِّی کی معیت میں امدادی فوج بھیجی گئی۔ان کا فارس کے مقام پر دشمن سے سخت مقابلہ ہوا جس میں شَہْرَک اور اس کا بیٹا مارا گیا اور اس کے علاوہ بہت سے لوگوں کو بھی قتل کیا گیا اور شَہْرَک کو حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ کے بھائی حَکَم بن ابوالعاص نے قتل کیا۔

(تاریخ طبری مترجم، جلد سوم، حصہ اول، صفحہ 192-193، دارالاشاعت کراچی 2003ء)

ایک روایت کے مطابق حضرت علاء بن حَضْرَمیؓ نے سترہ ہجری میں حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں پہلی مرتبہ اِصْطَخْر کو فتح کیا تھا۔اس کے باشندوں نے صلح کے بعد بدعہدی کی جس کے نتیجہ میں بغاوت پھیل گئی۔اس کی سرکوبی کے لیے حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ نے اپنے بیٹے اور بھائی کو بھیجا جنہوں نے بغاوت دور کی اور اِصْطَخْر کے امیر کو قتل کر دیا جس کا نام شَہْرَک تھا۔

(سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از صلابی، صفحہ 436، دارالمعرفہ بیروت 2007ء)(الکامل فی التاریخ لابن اثیر، جلد 2، صفحہ 382-383، دارالکتب العلمیہ بیروت 2006ء)

فَسَا اور دَارَابْجِرْد: حضرت سَارِیَہ بن زُنَیمؓ کو حضرت عمرؓ نے فَسَا اور دَارَابْجِرْد شہر کی طرف روانہ فرمایا۔یہ 23 ہجری کا واقعہ ہے۔فَسَا فارس کا ایک قدیم شہر تھا جو شیراز سے 216 میل کے فاصلے پر واقع تھا۔دَارَابْجِرْد فارس کا ایک وسیع علاقہ ہے جس میں فَسَا اور دیگر شہر تھے۔دلائل النبوۃ میں روایت ہے۔حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک لشکر حضرت سَارِیَہؓ کی سرکردگی میں روانہ فرمایا۔ایک دن جبکہ حضرت عمرؓ خطاب کر رہے تھے کہ اچانک اونچی آواز میں کہنے لگے یَا سَارِیَ الْجَبَلَ۔اے سَارِیَہ! پہاڑ کی طرف ہٹ جاؤ۔

تاریخ طبری میں ہے حضرت عمرؓ نے حضرت سَارِیَہ بن زُنَیمؓ کو فَسَا اور دَارَابْجِرْد کے علاقے کی طرف روانہ کیا۔انہوں نے وہاں پہنچ کر لوگوں کا محاصرہ کر لیا۔اس پر انہوں نے اپنے حمایتی لوگوں کو اپنی مدد کے لیے بلایا تو وہ مسلمان لشکر کے مقابلے کے لیے صحرا میں اکٹھے ہو گئے اور جب ان کی تعداد زیادہ ہو گئی تو انہوں نے ہر طرف سے مسلمانوں کو گھیر لیا۔حضرت عمرؓ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے فرمایا: یَا سَارِیَۃَ بْنَ زُنَیم! اَلْجَبَلَ اَلْجَبَلَ۔یعنی اے سَارِیَہ بن زُنَیم! پہاڑ پہاڑ۔مسلمان لشکر جس جگہ پر مقیم تھا اس کے قریب ہی ایک پہاڑ تھا۔اگر وہ اس کی پناہ لیتے تو دشمن صرف ایک طرف سے حملہ آور ہو سکتا تھا۔پس انہوں نے پہاڑ کی جانب پناہ لے لی۔اس کے بعد انہوں نے جنگ کی اور دشمن کو شکست دی اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔اس مال غنیمت میں جواہرات کا ایک صندوقچہ بھی تھا جسے مسلمان لشکر نے باہمی اتفاق رائے سے حضرت عمرؓ کے لیے ہبہ کر دیا۔حضرت سَارِیَہؓ نے اس صندوقچے کے ساتھ اور فتح کی خوشخبری کے ساتھ ایک ایلچی کو حضرت عمرؓ کی طرف بھجوایا۔

ارشاد باری تعالیٰ

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ

ترجمہ: اور اس کے نشانات میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کے اختلاف بھی۔یقیناً اس میں عالموں کیلئے بہت سے نشانات ہیں۔(سورۃ الروم:23)

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

جب وہ ایلچی مدینہ پہنچا تو اس وقت حضرت عمرؓ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے اور آپؓ کے ہاتھ میں وہ عصا تھا جس کے ذریعہ وہ اونٹوں کو ہنکایا کرتے تھے۔ اس قاصد نے حضرت عمرؓ سے بات کرنے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت عمرؓ نے اسے کھانے پہ بٹھا دیا۔ چنانچہ وہ کھانے پر بیٹھ گیا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوا تو حضرت عمرؓ جانے لگے۔ وہ شخص پھر کھڑے ہو کر ان کے پیچھے پیچھے جانے لگا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو اپنے پیچھے آتے دیکھ کر گمان کیا کہ اس شخص کا پیٹ ابھی نہیں بھرا۔ لہٰذا جب آپؓ اپنے گھر کے دروازے پر پہنچے تو فرمایا اندر آ جاؤ اور آپؓ نے نانبائی کو حکم دیا کہ دستر خوان پر کھانا لائے۔ چنانچہ کھانا لایا گیا جو روٹی اور زیتون اور نمک پر مشتمل تھا۔ پھر آپؓ نے اس شخص سے فرمایا کھاؤ جب وہ کھانے سے فارغ ہوا تو اس شخص نے کہا اے امیر المومنینؓ! میں سَارِیَہ بن زُنَیم کا ایلچی ہوں۔ آپؓ نے فرمایا خوش آمدید۔ پھر وہ آپؓ کے قریب آیا یہاں تک کہ اس کا گھٹنا حضرت عمرؓ کے گھٹنے سے چھونے لگا۔ پھر حضرت عمرؓ نے اس سے مسلمانوں کے بارے میں پوچھا۔ پھر سَارِیَہ کے بارے میں پوچھا تو اس نے آپؓ کو بتایا۔ پھر اس نے صندوقچے کا حال بیان کیا تو حضرت عمرؓ نے اس کی طرف دیکھا اور بلند آواز سے فرمایا: نہیں۔ اس میں کوئی عزت والی بات نہیں ہے۔ اس لشکر کے پاس جاؤ اور اسے ان کے درمیان تقسیم کرو۔ یہ جواہرات جو مجھے بھیجے ہیں یہ لشکر کو ہی تقسیم کر دو۔ اس نے عرض کیا کہ اے امیر المومنینؓ! میرا اونٹ لاغر ہو گیا ہے اور میں نے انعام کی توقع پر قرض بھی لیا تھا۔ پس آپ مجھے اتنا دیں جس سے میں ان کی تلافی کر سکوں۔ وہ اصرار کرتا رہا یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے اس کے اونٹ کے بدلے صدقے کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ اسے دیا اور اس کا اونٹ لے کر صدقے کے اونٹوں میں شامل کیا اور وہ ایلچی معتوب اور محروم ہوتے ہوئے بصرہ پہنچا اور حضرت عمرؓ کے حکم پر عمل کیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب قاصد فتح کی خوشخبری لے کر مدینہ آیا تو اہلِ مدینہ نے اس سے سَارِیَہ کے بارے میں پوچھا اور فتح کے بارے میں اور یہ کہ کیا جنگ کے دن مسلمانوں نے کوئی آواز سنی تھی؟ اس نے کہا کہ ہاں ہم نے سنا تھا یَا سَارِیَۃ اَلْجَبَل۔ یعنی اے سَارِیَہ پہاڑ کی طرف ہٹ جاؤ۔ اس وقت قریب تھا کہ ہم ہلاک ہو جاتے۔ پس ہم نے پہاڑ کی طرف پناہ لی تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی۔

(تاریخ طبری مترجم، جلد 3، حصہ اول، صفحہ 194 تا 196 دارالاشاعت کراچی 2003ء) (تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 553-554، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2012ء) (دلائل النبوۃ للبیہقی، جلد 6، صفحہ 370، دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء) (سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از صلابی، صفحہ 436، دار المرفہ بیروت 2007ء) (معجم البلدان، جلد 2، صفحہ 273، جلد 3، صفحہ 434، دار الاحیاء التراث العربی بیروت)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عمرؓ کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ ان کی خلافت کے ایام میں وہ منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ بے اختیار ان کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ یَا سَارِیَۃُ اَلْجَبَلَ، یَا سَارِیَۃُ اَلْجَبَلَ۔ یعنی اے سَارِیَہ! پہاڑ پر چڑھ جا۔ اے سَارِیَہ! پہاڑ پر چڑھ جا۔ چونکہ یہ فقرات بے تعلق تھے لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ آپؓ نے یہ کیا کہا؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ مجھے دکھایا گیا کہ ایک جگہ سَارِیَہ جو اسلامی لشکر کے ایک جرنیل تھے کھڑے ہیں اور دشمن ان کے عقب سے اس طرح حملہ آور ہے کہ قریب ہے کہ اسلامی لشکر تباہ ہو جائے۔ اس وقت میں نے دیکھا تو پاس ایک پہاڑ تھا کہ جس پر چڑھ کر وہ دشمن کے حملہ سے بچ سکتے تھے۔ اس لیے میں نے ان کو آواز دی کہ وہ اس پہاڑ پر چڑھ جاویں۔ ابھی زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ سَارِیہ کی طرف سے بعینہٖ اسی مضمون کی اطلاع آئی اور انہوں نے یہ بھی لکھا کہ اس وقت ایک آواز آئی جو حضرت عمرؓ کی آواز سے مشابہ تھی جس نے ہمیں خطرہ سے آگاہ کیا اور ہم پہاڑ پر چڑھ کر دشمن کے حملہ سے بچ گئے۔‘‘ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ ’’اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی زبان اس وقت ان کے اپنے قابو سے نکل گئی تھی اور اس قادرِ مطلق ہستی کے قبضہ میں تھی جس کے لئے فاصلہ اور دوری کوئی شئے ہے ہی نہیں۔‘‘ (تقدیر الٰہی، انوار العلوم، جلد 4، صفحہ 575)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس بارے میں فرماتے ہیں۔ ’’ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ الزام کہ صحابہ کرام سے ایسے الہام ثابت نہیں ہوئے بالکل بے جا اور غلط ہے کیونکہ احادیث صحیحہ کے رو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے الہامات اور خوارق بکثرت ثابت ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سَارِیَہ کے لشکر کی خطرناک حالت سے باعلامِ الٰہی مطلع ہو جانا جس کو بیہقی نے ابنِ عمر سے روایت کیا ہے اگر الہام نہیں تھا تو اَور کیا تھا اور پھر انکی یہ آواز کہ یَا سَارِیَہ اَلْجَبَلَ اَلْجَبَلَ۔ مدینہ میں بیٹھے ہوئے مونہہ سے نکلنا اور وہی آواز قدرتِ غیبی سے سَارِیَہ اور اس کے لشکر کو دور دراز مسافت سے سنائی دینا اگر خوارق عادت نہیں تھی تو اَور کیا چیز تھی۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 653-654، حاشیہ در حاشیہ نمبر 4)

پھر فتحِ کَرُمَان کا ذکر ہے جو 23 ہجری میں ہوئی۔ حضرت سُہَیل بن عَدِی کے ہاتھوں کَرُمَان فتح ہوا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن بُدَیل کے ہاتھوں فتح ہوا۔

(سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از صلابی، صفحہ 436، دار المعرفہ بیروت 2007ء)

حضرت سُہَیلؓ کے ہراول دستے پر نُسَیر بن عَمرو عِجلی تھے۔ ان کے مقابلے کے لیے اہل کرمان جمع ہو گئے۔ وہ اپنی سرزمین کے قریب علاقے میں جنگ کرتے رہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے انہیں منتشر کر دیا اور مسلمانوں نے ان کا راستہ روک لیا۔ نُسَیر نے ان کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کر دیا۔ اسی طرح حضرت سُہَیل بن عدیؓ نے دیہاتیوں کے دستے کے ذریعہ دشمن کے راستے کو جِیرَفْت مقام تک روک لیا۔ حضرت عبداللہ بھی شِیر کے راستے وہاں پہنچے اور حسب منشا اس مقام پر انہیں بہت سارے اونٹ بھیڑ بکریاں ملیں تو انہوں نے اونٹوں اور بھیڑ بکریوں کی قیمت لگائی۔ ان کی قیمت میں عرب کے اونٹوں سے بڑے ہونے کے باعث ان میں اختلاف پیدا ہوا۔ چنانچہ اس اختلاف کو ختم کرنے کے لیے اس کے بارے میں حضرت عمرؓ کو لکھا گیا۔ حضرت عمرؓ نے ان کی طرف لکھا کہ عربی اونٹ کی گوشت کے مطابق قیمت لگائی جاتی ہے اور یہ اونٹ بھی اسی کی مانند ہیں۔ اگر وہ تمہاری رائے کے مطابق بڑھ کر ہے تو اس کی قیمت میں اضافہ کر دو۔ جو مال ہاتھ آیا تھا اس کے مطابق اس کے جانوروں کی قیمت لگائی جا رہی ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں حضرت عبداللہ بن بُدَیل بن وَرْقَاء خُزَاعِی نے کرمان کو فتح کیا۔ پھر فتح کرمان کے بعد وہ طَبَسَیْن آئے۔ پھر وہاں سے حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں نے طَبَسَیْن کو فتح کر لیا ہے۔ آپ مجھے یہ دونوں علاقے جاگیر میں دے دیں۔ جب حضرت عمرؓ نے یہ دونوں علاقے ان کو جاگیر میں دینے کا ارادہ کیا تو کسی نے آپ سے کہا کہ یہ دونوں علاقے بہت بڑے اضلاع ہیں اور خُرَاسَان کے دروازے ہیں۔ اس پر آپ نے ان کو یہ دونوں علاقے جاگیر میں دینے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

(تاریخ طبری مترجم، جلد سوم، حصہ اول، صفحہ 196-197، دارالاشاعت کراچی 2003ء)

فَتحِ سِجِسْتَان، یہ بھی 23ر ہجری کی ہے۔ سِجِسْتَان خُرَاسَان سے بڑا علاقہ ہے اور اس کی سرحدیں دور دراز علاقوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ علاقہ سندھ اور دریائے بَلْخ کے درمیان تھا۔ اس کی سرحدیں بہت دشوار گزار تھیں اور آبادی بھی بہت زیادہ تھی۔ اس سِجِسْتَان کو ایرانی سِیْسْتَان بھی کہا جاتا ہے یا ایرانی لوگ اس کو سِیْسْتَان کہتے ہیں۔ مشہور ایرانی پہلوان رستم اسی علاقے کا رہنے والا تھا۔ یہ کرمان کے شمال میں واقع تھا اس کا صدر مقام زَرَنْج تھا۔ قدیم زمانے میں یہ بہت بڑا علاقہ تھا اور حضرت معاویہؓ کے زمانے میں یہ بہت اہم علاقہ تھا۔ یہاں کے لوگ قندھار ترک اور دوسری قوموں سے جنگ کرتے رہتے تھے۔ عاصم بن عَمرو نے سِجِسْتَان کا رخ کیا اور عبداللہ بن عُمَیر بھی فوج لے کر اسکے ساتھ شامل ہو گئے۔ اہل سِجِسْتَان سے ان کے قریبی علاقے میں مقابلہ ہوا اور مسلمانوں نے انہیں شکست دی اور اہل سِجِسْتَان بھاگ گئے۔ چنانچہ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور زَرَنْج مقام پر ان کا محاصرہ کر لیا گیا اور ساتھ ساتھ مسلمان جہاں جہاں ممکن ہوا مختلف علاقوں کو بھی فتح کرتے گئے۔ بالآخر اہل سِجِسْتَان نے زَرَنْج اور دیگر مفتوحہ علاقوں کے بارے میں مصالحت کر لی اور باقاعدہ مسلمانوں سے معاہدہ منظور کرایا اور اپنے صلح نامہ میں یہ شرط منظور کرالی کہ ان کے جنگل محفوظ چراگاہوں کی طرح سمجھے جائیں گے۔ اس لیے جب مسلمان وہاں سے گزرتے تھے تو ان کے جنگلوں سے بچ کر نکلتے تھے کہ وہ کہیں انہیں نقصان پہنچا کر عہد شکنی کے مرتکب نہ ہو جائیں۔ اس حد تک مسلمان احتیاط کرتے تھے۔ بہرحال اہل سِجِسْتَان خراج دینے پر راضی ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کی حفاظت کی ذمہ داری کو قبول کر لیا۔

(تاریخ طبری مترجم، جلد سوم، حصہ اول، صفحہ 197، دارالاشاعت کراچی 2003ء)

فَتحِ مُکْرَان، یہ بھی 23ر ہجری کی ہے۔ حَکَم بن عَمرو کے ہاتھوں مُکْرَان (آج کل اسے مَکران کہا جاتا ہے۔ پرانی تاریخوں میں مُکران لکھا ہوا ہے، یہ) فتح ہوا۔ لیکن پھر شِہَابْ بِن مُخَارِق، سُہَیل بِن عَدِی اور عبداللہ بن عبداللہ بھی لشکروں سمیت ان کے ساتھ مل گئے تھے۔ مسلمانوں نے سندھ کے بادشاہ کے خلاف متحد ہو کر جنگ کی اور اسے شکست دی۔ حکم بن عمرو نے صُحَار عَبدِی کے ہاتھ فتح کی خبر اور مالِ غنیمت بھیجا اور مالِ غنیمت میں حاصل شدہ ہاتھیوں کے بارے میں ہدایت طلب کی۔ جب حضرت عمرؓ کو فتح کی بشارت پہنچی تو حضرت عمرؓ نے اس سے مکران کی زمین کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا اے امیر المومنینؓ! اس کے نرم میدانوں کی زمین بھی پہاڑوں کی طرح سخت ہے اور وہاں پانی کی سخت قلت ہے۔ اس کے پھل خراب ہیں اور وہاں کے دشمن بہت دلیر ہیں اور وہاں بھلائی کے مقابلے میں برائی بہت زیادہ ہے۔ وہاں کثیر تعداد بھی تھوڑی معلوم ہوتی ہے اور قلیل تعداد ضائع ہو جاتی ہے اور اس کا پچھلا حصہ تو اس سے بھی بدتر ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس کے اس اندازِ گفتگو پہ فرمایا کہ کیا

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

قابل رشک ہے وہ انسان

جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور پھر اس کے برمحل

خرچ کرنے کی غیر معمولی توفیق اور ہمت بخشی۔ (بخاری)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جنت کے دروازوں میں سے

ایک دروازے کا نام ’’باب الصدقۃ‘‘ ہے

جہاں سے صدقہ وخیرات کرنے والے داخل ہوں گے۔ (مسلم)

طالبِ دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

تم قافیہ پیمائی کررہے ہو یا واقعی صورتِ حال کی خبر دے رہے ہو۔ اس نے اس پر کہا کہ میں صحیح خبر آپؓ تک پہنچا رہا ہوں۔ اس پر آپؓ نے فرمایا کہ اگر تم صحیح بتلا رہے ہو تو بخدا امیر الشکر وہاں حملہ نہیں کرے گا۔ چنانچہ آپؓ نے حَکم بن عمرو اور حضرت سُہَیل کو یہ حکم تحریر فرمایا اور یہ حکم تحریر فرما کر روانہ کیا کہ تم دونوں کے لشکروں میں سے کوئی بھی مکران سے آگے پیش قدمی نہ کرے اور دریا کے اس پار کے علاقے تک محدود رہے۔ نیز آپؓ نے یہ بھی حکم دیا کہ ہاتھیوں کو اسلامی سرزمین پر ہی فروخت کر دیا جائے اور اس سے حاصل ہونے والے مال کو مسلمان لشکروں میں تقسیم کر دیا جائے۔

(تاریخ طبری مترجم، جلد سوم، حصہ اول، صفحہ 198-199، دارالاشاعت کراچی 2003ء) (تاریخ طبری، جلد 2، صفحہ 555، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2012ء)

اس جنگ کی جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں وہ طبری سے لی گئی ہیں۔ اس جنگ کی بابت علامہ شبلی نے ایک نوٹ بھی دیا ہے کہ فتوحات فاروقی کی اخیر حد یہی مکران ہے لیکن یہ طبری کا بیان ہے۔ مؤرخ بلاذری کی روایت ہے کہ دیبل کے نشیبی علاقوں اور تھانہ تک فوجیں آئیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو حضرت عمرؓ کے عہد میں اسلام کا قدم سندھ و ہند میں بھی آ چکا تھا۔ نیز وہ حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ آج کل مکران کا نصف حصہ بلوچستان کہلاتا ہے۔ اگرچہ مورخ بلاذری فتوحاتِ فاروقی کی حد سندھ کے شہر دیبل تک لکھتا ہے مگر طبری نے مکران کو ہی اخیر حد قرار دیا ہے۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی، صفحہ 157، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی 2004ء)

تو بہرحال یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے کا ذکر ابھی چل رہا ہے۔ ابھی آئندہ بھی بیان ہوگا۔

جمعہ کے بعد میں ایک ٹرکش انٹرنیٹ ریڈیو کا افتتاح کروں گا۔ اس ریڈیو چینل کا نام اسلام احمدیتین سیسی (Islam Ahmediyetin Sesi) یعنی صدائے اسلام احمدیت ہے جو الحمد للہ اب چوبیس گھنٹے کی نشریات کے لیے تیار ہے۔ یہ ریڈیو دنیا بھر میں ٹیبلٹ اور سمارٹ فون اور لیپ ٹاپ وغیرہ پر ایک لنک کے ذریعہ سنا جا سکے گا۔ چار گھنٹے پر مشتمل ایک پیکج (package) کو چھ دفعہ دن میں repeat کیا جائے گا۔ اس پیکج میں ایک گھنٹہ تلاوت مع ترکی ترجمہ۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، کلام الامام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، ترکی زبان میں میرے خطبات کا ترجمہ نیز ایک مجلس سوال و جواب بھی نشر ہوا کرے گی۔ دنیا کے بیس ممالک سے زائد ممالک تبلیغی اور تربیتی مقاصد کے لیے اس ریڈیو سے استفادہ کر سکیں گے۔ تبلیغی میدان میں بھی اور تربیتی مقاصد کے لیے بھی ان شاء اللہ اس ریڈیو سے استفادہ ہوگا۔ مثلاً آذربائیجان ہے، جارجیا ہے، یہ ترکی زبان بولنے والے ملک ہیں۔ کئی سابقہ روسی ریاستیں ہیں جہاں ترکی زبان بولی جاتی ہے۔ اسی طرح ملک ترکی اور وہ سبھی یورپین ممالک جن میں ترک آباد ہیں ان نشریات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس ریڈیو کی تیاری کی توفیق شعبہ تبلیغ جرمنی کو ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزا دے اور اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اس کو بابرکت فرمائے۔ اس کو ابھی میں جمعہ کی نماز کے بعد لانچ کروں گا۔

بعض غائب جنازے ہیں ان کو مَیں جمعہ کے بعد ادا کروں گا۔ ساتھ یہ بھی بتا دوں کہ ہمارے پیارے عزیز طالع کا جنازہ ابھی پہنچا نہیں ہے۔ شاید چند دن لگ جائیں تو جب آئے گا تو اس کے بعد نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی ان شاء اللہ اور پھر وہاں اس کا ذکر بھی ان شاء اللہ ہوگا۔ جو جنازہ غائب آج میں نے پڑھنے ہیں ان میں پہلا مکرم محمد المختار قِبطَہ صاحب کا ہے جو مراکش کے تھے۔ 73 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحوم نے 2009ء میں بیعت کی۔ بہت مخلص احمدی تھے۔ بیعت کے بعد جماعت کی خدمت اور احمدیت کی تبلیغ میں ہر وقت لگے رہتے تھے۔ معاشرے میں غلط عقائد کی درستی میں انہوں نے بہت کردار ادا کیا ہے۔

ان کا علاقہ مغربی مراکش کا تھا۔ وہاں کے صدر صاحب لکھتے ہیں کہ مرحوم ریٹائرڈ فوجی تھے۔ پڑھے لکھے تھے۔ عربی کے علاوہ فرانسیسی اور سپینش زبانوں کے ماہر تھے۔ حمامة البشریٰ پڑھ کر جلد ہی بیعت کر لی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کو بھی بڑے شوق اور محبت سے کم از کم دو بار پڑھا۔ پھر تفسیر کبیر کا مطالعہ کیا پھر اس کی کاپیاں کروا کر اور جلد بنوا کر احمدیوں میں تقسیم کیں۔ کہتے ہیں جب ہمارے علاقے میں نظام جماعت قائم ہوا تو انہوں نے جماعتی خدمت کے لیے زندگی وقف کر دی اور مختلف جماعتوں کے دورے کیے۔ مالی قربانیوں میں بھی پیش پیش رہے۔ کبھی بھی انہوں نے یہ نہیں کہا کہ آج میں مصروف ہوں یا یہ خدمت نہیں کر سکتا۔ بڑے پختہ عزم کے مالک تھے جو کہ نوجوانوں میں بھی نہیں ملتا۔ پھر لکھتے ہیں کہ نظام خلافت کی کامل اور فوری اطاعت کرتے تھے تبلیغ کا بڑا جوش تھا۔ گاڑی، بس، ریل اور دکان میں ہر چھوٹے بڑے کو تبلیغ کرتے۔ خاندان میں ہر ایک کو پیغام حق پہنچایا۔ مرحوم نماز تہجد میں باقاعدہ تھے۔ ہر سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے۔ وہ دعائیں بھی جو میری طرف سے بتائی گئی تھیں اور جوبلی کی دعائیں بھی وہ ہمیشہ پڑھتے تھے۔ روزانہ پانچ سے دس احزاب تلاوت قرآن کریم کرتے رہتے تھے۔ چلتے ہوئے قرآن کریم یاد کرتے تھے، دہرائی کرتے رہتے تھے اور بعض دفعہ رستے میں چلتے ہوئے تلاوت قرآن میں اتنے مصروف ہوتے کہ اِدھر اُدھر کے ماحول سے بے خبر ہو جاتے تھے۔ گویا قرآن کریم سے تو انہیں ایک عشق تھا بلکہ بعض تو کہتے ہیں کہ رات کو سوتے ہوئے بھی ان کے منہ سے قرآن کریم کی آیات پڑھنے کی آوازیں آتی تھیں۔ مرحوم نے نو سال تک مغربی مراکش میں بطور نائب صدر جماعت اور صدر انصار اللہ اور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ ان کی اہلیہ بھی بہت مخلص اور موصیہ ہیں۔

اگلا ذکر محمود احمد صاحب سابق خادم مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک قادیان کا ہے جو 74 سال کی عمر میں گذشتہ دنوں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحوم مخدوم حسین صاحب آف بیلگام کے بیٹے تھے جو کہ صوبہ کرناٹک سے ہجرت کر کے قادیان آ گئے تھے۔ 28 سال تک انہوں نے مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک میں خادم مسجد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ تہجد گزار اور دعا گو انسان تھے۔ مسجد کے ساتھ ان کا خاص لگاؤ تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

اگلا ذکر سودہ صاحبہ اہلیہ عبدالرحمٰن صاحب کیرالہ انڈیا کا ہے۔ 22 جولائی کو 76 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحومہ شمس الدین صاحب مالاباری مبلغ انچارج کبابیر کی والدہ تھیں۔ شمس الدین صاحب کہتے ہیں کہ خاکسار کی والدہ صاحبہ وی ٹی محمد صاحب مرحوم کی بیٹی تھیں جو ضلع پالکھاٹ اور مضافات کے سب سے پہلے احمدی تھے جنہوں نے 1937ء میں بیعت کی توفیق پائی۔ پھر لمبے عرصہ تک دشمنوں کی طرف سے شدید مظالم کا سامنا کرتے رہے۔ کہتے ہیں اسی بائیکاٹ کے دوران کہ جب والدہ ڈیڑھ سال کی تھیں تو اس وقت ان کی والدہ، خاکسار کی نانی اور ان کی بڑی بیٹی کی وفات ہو گئی۔ وفات کے بعد دشمنوں نے نانی کو دفنانے بھی نہیں دیا جس پر چالیس کلومیٹر دور شہر کے عام قبرستان میں انہیں دفنانا پڑا۔ کہتے ہیں نانا اپنی کمسن بچی کے ساتھ ہجرت کر گئے۔ اس طرح والدہ بچپن سے ہی طرح طرح کی ابتلاؤں میں سے گزرتی رہیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور موصیہ تھیں۔ ہمدردیٔ خلق ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ہر پریشان حال شخص کے لیے دعائیں کرنا اور اگر سامنے ہو تو اس کی مدد کرنا آپ کی عادت تھی۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں اور ان کے پوتے بھی واقف زندگی ہیں اور ایک بیٹے مبلغ ہیں جو باہر تھے۔ جنازے پہ حاضر بھی نہیں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔

اگلا ذکر سعیدہ مجید صاحبہ اہلیہ شیخ عبدالمجید صاحب فیصل آباد کا ہے۔ گذشتہ دنوں ان کی وفات 86 سال کی عمر میں ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ ان کے بیٹے شیخ وحید صاحب کہتے ہیں ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا حضرت برکت علی قادیانی صاحبؓ کے ذریعہ سے ہوا۔ آپ کے دادا اور دادی دونوں کو یہ اعزاز ملا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ سعیدہ مجید صاحبہ نے لمبا عرصہ جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔ شروع میں صدر حلقہ اور سیکرٹری مال کی حیثیت سے اور پھر 1982ء سے لجنہ اماء اللہ ضلع فیصل آباد کی تشکیل نو ہونے پر سیکرٹری مال کے عہدے پر سات سال فائز رہیں۔ بہت محنت سے بیاسی مجالس میں باقاعدگی سے دورہ جات کر کے ہر مجلس میں عہدیداران کے کام کی نگرانی کرتی رہیں۔ شعبہ مال کے ریکارڈ اور چندہ جات کی بروقت آمد اور ترسیل پر خصوصی نظر رکھتی تھیں۔ ان کی ضلع کی سابقہ صدر بشریٰ سمیع صاحبہ ہیں وہ کہتی ہیں کہ ایک دفعہ جماعتی دورے سے واپسی پر ڈاکوؤں نے گاڑی کو روکا۔ انہوں نے جلدی سے پرس جس میں چندے کے پیسے تھے وہ پیروں میں گرا دیا تاکہ چندہ محفوظ رہے اور اپنا زیور چھن جانے کی ذرا پروا نہیں کی۔ باقی زیور ڈاکوؤں نے ان سے اتروا لیا لیکن چندے کے پیسے بچ گئے اور اس بات پر بڑی خوش تھیں کہ چندے کے پیسے بچ گئے۔ وفات سے چند ماہ قبل جو بھی زیور ان کے پاس تھا وہ سارا جماعتی تحریکات میں پیش کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا کئی بار مطالعہ کیا۔ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ خدا تعالیٰ کی محبت میں بڑھی ہوئی، دعا گو، متوکل علی اللہ تھیں۔ خلافت سے بہت محبت اور عشق کا تعلق تھا۔ اپنے بیٹوں، بہوؤں اور پوتوں پوتیوں کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور خلیفہ وقت کے لیے دعا کرنے اور خلیفہ وقت کے خطبات سننے کی تلقین کرتی رہتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ آٹھ بیٹے اور متعدد پوتے پوتیاں اور پڑپوتے پڑپوتیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان سب مرحومین سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے۔ جیسا کہ میں نے کہا نماز کے بعد ان کا نماز جنازہ غائب ادا کروں گا۔

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یاد رکھو جو شخص سختی کرتا ہے اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے
معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے
جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 126)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا
بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے
یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 438)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم.اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

عرب کا ملک اور اس کے باشندے

محلِ وقوع اور حُدودِ اربعہ

برّ اعظم ایشیا کے نقشہ پر اگر آپ نظر ڈالیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس کے جنوب مغرب میں ایک جزیرہ نما واقع ہے جو وسعتِ رقبہ کے لحاظ سے دُنیا کے تمام جزیرہ نماؤں میں سب سے بڑا ہے۔ یہ عرب کا ملک ہے، جہاں اسلام پیدا ہوا اور جہاں اس نے اپنی طفولیت کے ایّام گذارے۔عرب کی وجہ تسمیہ کے متعلق اختلاف ہے۔بعض کے نزدیک اس کا نام عرب اس لئے پڑا ہے کہ عربی زبان اصول فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔حتی کہ بعض محققین عربی کو اُمّ الالسنہ یعنی تمام زبانوں کی ماں قرار دیتے ہیں۔ اور چونکہ لفظ عرب کے روٹ میں فصاحت و بلاغت کے معنے پائے جاتے ہیں اس لئے اس زبان کے بولنے والی قوم اور ملک کا نام عرب مشہور ہو گیا ہے۔ ایک دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ غیر آباد اور جنگلی حصہ کی زیادتی کی وجہ سے اس کا یہ نام پڑا ہے کیونکہ عرب کے معنے ایک غیر ذی زرع علاقہ کے بھی ہیں۔

جائے وقوع کے لحاظ سے عرب کا ملک قریباً نصف منطقہ حارہ میں واقع ہے اور نصف منطقہ معتدلہ میں۔ گویا خطِ سرطان اس کے وسط سے گذرتا ہے۔ عرب کی جنوبی اور شمالی حدود علی الترتیب 13 عرض بلد شمالی اور 33 عرض بلد شمالی ہیں اور غربی اور شرقی حدود علی الترتیب 33 اور 60 طول بلد شرقی ہیں۔

حدودِ اربعہ عرب کی یہ ہیں۔مشرق میں خلیج فارس اور خلیج عمّان ۔مغرب میں بحرِ احمر ہے۔جنوب میں بحرِ ہند ہے اور شمال میں شام اور عراق ہیں۔

شکل اور رقبہ

عرب کی شکل ایک بے قاعدہ سے مستطیل کی ہے جس کے تین طرف پانی ہے اور ایک طرف خشکی۔ساحل کی لمبائی ملک کی وسعت کے لحاظ سے بہت کم ہے جس کا لازمی نتیجہ عمدہ بندرگاہوں کی کمی ہے۔

عرب کا رقبہ تقریباً بارہ لاکھ مربع میل ہے اور طول اوسطاً سولہ سو میل ہے اور عرض اوسطاً سات سو میل ہے۔ گویا وسعت کے لحاظ سے عرب دُنیا کے بڑے ملکوں میں سے ہے، لیکن آبادی پر نظر ڈالیں تو بعض چھوٹے سے چھوٹے ملک بھی اس سے بڑھے ہوئے نظر آتے ہیں، چنانچہ موجودہ زمانہ میں بھی عرب کی مجموعی آبادی اَسّی لاکھ سے زیادہ نہیں ہے اس کی وجہ آگے ظاہر ہو جائے گی۔

سطح زمین

سطح زمین اور نوعیّتِ اراضی کے لحاظ سے ماہرانِ جغرافیہ عرب کو تین قسموں میں تقسیم کرتے ہیں۔اوّل۔ ساحلی علاقہ جو ہموار زمین پر مشتمل ہے اور باقی علاقوں کی نسبت معتدل ہے۔ دوسرے پہاڑی علاقہ جس کے درمیان کی وادیاں گویا ملک کی جان ہیں۔اور تیسرے صحرائی علاقہ جو بوجہ ریگستان ہونے کے عموماً بنجر اور غیر آباد ہے۔

عرب کے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ شمالاً جنوباً پہاڑوں کا ایک وسیع سلسلہ چلا گیا ہے جسے جبل السراۃ کہتے ہیں۔اس پہاڑی سلسلہ کی بعض چوٹیاں آٹھ ہزار بلکہ دس ہزار فٹ کی بلندی تک پہنچتی ہے مگر اوسطاً بلندی بہت کم ہے۔ اس سلسلہ کے قریباً وسط سے ایک اور پہاڑی سلسلہ جو دراصل کئی پہاڑی سلسلوں سے مرکب ہے اور شمالاً جنوباً بھی دُور تک پھیلا ہوا ہے، عرب کو دو ٹکڑوں میں کاٹتا ہوا ملک کے مشرقی ساحل کی طرف نکل گیا ہے۔اس وسیع علاقہ کو جو عرب کے وسط میں واقع ہے اور سطح سمندر سے خاصہ اونچا ہے سطح مرتفع نجد کہتے ہیں۔اس کی اوسط بلندی چار ہزار فٹ سمجھی جاسکتی ہے۔ سطح مرتفع نجد کے شمال اور جنوب اور کچھ مشرق میں نہایت وسیع صحرا واقع ہیں۔عرب کا شمالی صحرا بالآخر شمال میں صحرائے شام سے جاملتا ہے اور جنوبی صحرا جو وسعت میں بہت بڑا ہے اور خالص ریگستان ہے الربع الخالی کے نام سے مشہور ہے۔عرب کے جنوب اور جنوب مشرق میں بھی خاصے اونچے پہاڑی سلسلے ہیں چنانچہ عمّان کی بعض چوٹیاں دس ہزار فٹ کی بلندی تک پہنچتی ہیں۔

عرب میں قابلِ ذکر دریا کوئی بھی نہیں ہاں وادیاں اور برساتی نالے ہیں جو بارش کے وقت بہہ نکلتے ہیں اور بعض اوقات سیلاب کی صورت پیدا ہو جاتی ہے، مگر عام طور پر پانی کی اس قدر قلّت ہے کہ بعض جگہ سینکڑوں میل تک پانی نہیں ملتا۔کہیں کہیں چشمے ہیں اور انہی پر تمام آبادی کی سیرابی کا دارومدار ہے۔ایسے چشمے جن کے اردگرد درخت اور باغات لگائے جاتے ہیں اور ان کے چاروں طرف میل ہا میل تک بنجر صحرا ہوتا ہے نخلستان کہلاتے ہیں جو عرب میں ایک خاص نعمت سمجھے جاتے ہیں۔عرب میں یمن کا علاقہ سب سے زیادہ زرخیز اور شاداب ہے اور دوسرے علاقہ جات کی نسبت اس میں نالوں اور چشموں کی بھی کثرت ہے۔اسی طرح مکّہ سے جنوب مشرق کی طرف بیس میل کے فاصلہ پر طائف کا علاقہ بھی ایک زرخیز اور خوشگوار علاقہ ہے جس میں اعلیٰ درجہ کے پھَل پیدا ہوتے ہیں۔

آب وہوا

ماہرینِ جغرافیہ جانتے ہیں کہ عرب کو بیرونی ہوائیں دو ہی طرف سے پہنچ سکتی ہیں۔ یعنی شمال اور مشرق اور جنوب مغرب سے ۔مگر عرب کی ان دونوں طرفوں میں گویا خشکی ہی خشکی ہے، اس لئے یہ ہوائیں بھی لازماً خشک ہوتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ملک میں عموماً بارش کی بہت قلّت ہے۔ہاں پہاڑی علاقے کچھ نہ کچھ پانی ان ہواؤں سے بھی نچوڑ لیتے ہیں۔اور اس طرح ان علاقوں میں کچھ بارش ہو جاتی ہے۔خطِ سرطان کا ملک کے وسط سے گذرنا بھی اس کی صحرائی حالت اور کمیٔ بارش کی وجہ بتلا رہا ہے کیونکہ جیسا کہ جغرافیہ دانوں سے مخفی نہیں ایسا علاقہ دائمی ہواؤں کے لحاظ سے سکون کا منطقہ ہوتا ہے۔پس عام طور پر یہی کہا جائے گا کہ عرب ایک بہت خشک ملک ہے اور چونکہ کیا بوجہ اپنے محلِ وقوع کے اور کیا بلحاظ نوعیتِ اراضی کے عرب عموماً ایک بہت گرم ملک ہے، اس لئے اس کی آب وہوا بحیثیت مجموعی گرم اور خشک کہلائے گی۔

عرب میں رات اور دن کے درجہ حرارت میں بہت فرق ہوتا ہے جس کا باعث ریت کی کثرت ہے جو دن کے وقت خوب تپتی ہے اور رات کو بہت جلد اپنی گرمی چھوڑ کر خوب ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔شبنم کی کثرت بھی اسی وجہ سے ہے۔عرب میں بعض اوقات ایک قسم کی گرم ہوا چلتی ہے جسے سموم کہتے ہیں۔ جب یہ ہوا چلتی ہے تو بالکل اندھیرا کر دیتی ہے اور اس میں اس قدر ریت اُڑتی ہے کہ بعض اوقات اس کی وجہ سے جان اور مال کا بڑا نقصان ہوتا ہے۔موسم سرما میں ملک کے بعض حصوں میں کافی سردی پڑتی ہے؛ چنانچہ ہم آگے چل کر پڑھیں گے کہ جس موسم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ خندق پیش آیا اس میں مدینہ میں سردی کی اس قدر شدّت تھی کہ لوگ سردی سے ٹھٹھرے جاتے تھے اور رات کو بستر سے اُٹھنا غیر معمولی ہمت چاہتا تھا۔مگر یہی علاقہ گرمیوں میں بھٹی کی طرح تپتا تھا۔

پیداوار

نباتاتی پیداوار کے لحاظ سے عرب کا ملک ایک نہایت ہی غریب ملک ہے۔بعض جگہ سینکڑوں میل تک سبزی کا نشان تک نہیں ملتا اور ملک کا بیشتر حصہ خشک پہاڑیوں اور بنجر صحراؤں سے بھرا ہوا ہے۔ سب سے بڑی پیداوار کھجور ہے جو قریباً سارے آباد ملک میں ہوتی ہے اور اس کی کئی قسمیں ہیں۔ عربوں کی اصل اور بڑی خوراک جس پر ان کا گذارہ ہے یہی ہے اور اس سے وہ کئی قسم کی اشیاء تیار کرتے ہیں۔عرب کے بعض حصوں میں دوسرے پھل بھی ہوتے ہیں اور جہاں پانی میسر ہے لوگوں نے اپنے باغ لگا رکھے ہیں۔حجاز میں طائف اپنے باغات کیلئے خاص شہرت رکھتا تھا اور اب بھی رکھتا ہے۔

وہ علاقے جہاں کھیتی باڑی ہوسکتی ہے مثلاً بعض ساحلی علاقے اور پہاڑوں کی وادیاں وغیرہ، وہاں بعض قبائل کھیتی باڑی کر کے اپنے لیے کچھ غلّہ پیدا کر لیتے ہیں؛ چنانچہ جَو اور جوار کہیں کہیں بوئے جاتے ہیں۔ کچھ گندم بھی ہو جاتی ہے۔ لوبیا اور دالیں اکثر جگہ ہوتی ہیں۔بعض ترکاریاں بھی پیدا کی جاتی ہیں اور قہوہ اور گرم مصالحہ جات بھی ہوتے ہیں۔ بارانی علاقوں میں گھاس وغیرہ اچھا اُگ آتا ہے۔یہ علاقے جانوروں کے واسطے چراگاہ کا کام دیتے ہیں۔تمام قبائل کی اپنی اپنی چراگاہیں الگ الگ مقرر ہیں۔ سطح مرتفع نجد خصوصاً چراگاہوں کا مرکز ہے۔

حیوانی پیداوار کے ضمن میں تین جانور خصوصیت کے ساتھ مشہور ہیں۔یعنی اونٹ، گھوڑا، اور گدھا۔اونٹ تو گویا عرب کی ضروریاتِ زندگی کا حصہ ہے۔اسکے بغیر عرب جیسے ملک میں سفر کرنا قریباً محال ہے۔ضرورت کے وقت اس کا گوشت بھی کھاتے ہیں۔عرب کا گھوڑا بعض خوبیوں کی وجہ سے دُنیا کے گھوڑوں میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔عرب لوگ اسے بہت عزیز رکھتے ہیں اور عام طور پر اسکی نسل باہر جانے نہیں دیتے۔نجدی گھوڑا عرب میں خاص قدر و وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ گدھا بھی عام ہے اور سواری کے کام میں استعمال ہوتا ہے۔زمانہ جاہلیت میں عرب اس کا گوشت بھی کھاتے تھے۔عرب میں بھیڑ بکریاں بھی بہت ہوتی ہیں اور امراء ان کے گلّے کے گلّے رکھتے ہیں۔گائے بیل بھی ہوتے ہیں، مگر کم۔بھینس عرب میں نہیں ہوتی۔

جنگلی جانوروں میں شیر، چیتا بعض علاقوں میں ملتا ہے۔بھیڑیئے، لگڑ بگڑ، بندر اور گیدڑ وغیرہ کافی ہوتے ہیں۔ ہرن بھی ملتا ہے اور جنگلی بکری بھی پہاڑوں میں پائی جاتی ہے۔ گورخر (جنگلی گدھا) بھی ہوتا ہے جس کا عرب لوگ شوق سے شکار کھیلتے ہیں۔

پرندوں میں عام پرندوں کے ذکر کو ترک کرتے ہوئے صرف شترمُرغ قابلِ ذکر ہے۔ یہ ایک بہت بڑا جانور ہوتا ہے جس کی لمبی لمبی ٹانگیں ہوتی ہیں اور ایسا تیزی سے بھاگتا ہے کہ گھوڑے کو بھی پاس پھٹکنے نہیں دیتا۔

رینگنے والے جانوروں میں سے صرف گرگٹ کی قسم کے جانوروں کی کثرت ہے باقی کم ہیں۔گو سانپ وغیرہ بھی ہوتے ہیں۔

ٹڈی جس کا گوشت کھایا جاتا ہے کثرت کے ساتھ ہوتی ہے اور باغات اور فصلوں وغیرہ کا بڑا نقصان کرتی ہے۔ساحل کے قریب مچھلی بھی ملتی ہے اور لوگ اسے پکڑتے ہیں۔

معدنی پیداوار عرب کی بہت کم ہے۔قیمتی اور کارآمد دھاتیں تو گویا بالکل ہی نہیں ہیں کچھ سیسہ اور تانبا ملتا ہے اور کچھ کچھ چاندی اور لوہا۔کوئلہ۔ گندھک اور نمک بھی پائے جاتے ہیں۔سونا بھی کہیں کہیں موجود ہے۔اور ایک انگریز مسٹر برٹن نے مدین میں اسکی تلاش بھی کی تھی، مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ بحرین میں سمندر کے کناروں سے موتی بھی نکالے جاتے ہیں اور ان کی خاصی تجارت ہے۔ اب تو پٹرول کے بڑے بڑے ذخائر عرب میں دریافت ہو چکے ہیں۔

ملکی تقسیم

ملکی تقسیم کے لحاظ سے عرب کئی حصوں میں منقسم ہے جن میں بڑے بڑے حصّے یہ ہیں:

(1) مغرب میں حجاز ہے جو بحر احمر کے ساتھ ساتھ یمن سے لے کر شام تک پھیلے ہوئے ساحلی علاقے کا نام ہے۔اس میں مکہ اور طائف اور مدینہ اور جدّہ وغیرہ بڑے بڑے شہر آباد ہیں۔ظہورِ اسلام کے وقت عرب مستعربہ میں سے قبائل بنو کنانہ، قبائل ھذیل اور قبائل ہوازن اور بنو قحطان میں سے بعض قبائل ازد وغیرہ اس علاقہ میں آباد تھے۔

حجاز کے جنوب میں اور بعض کے نزدیک اُسکے اندر شامل تہامہ بھی ایک مشہور علاقہ ہے جو بحرِ احمر کے ساحل کے ساتھ ساتھ واقع ہے۔

(2) عرب کے جنوب مغرب میں یمن ہے جو ایک بہت مشہور اور نہایت شاداب علاقہ ہے۔قدیم زمانہ میں یہ ایک اچھی طاقتور اور متمدن سلطنت کا مرکز تھا اور ظہورِ اسلام سے قبل حبشہ کے اور ظہورِ اسلام کے وقت فارس کے ماتحت تھا۔اس کا بڑا شہر صنعاء کسی زمانے میں بہت مشہور اور سلطنت یمن کا پایہ تخت تھا۔ سبا کی قوم جس کا قرآن شریف میں ذکر آتا ہے ایک زمانہ میں اسی جگہ آباد تھی۔ بنو قحطان کا مولد و مسکن بھی یمن تھا اور یہیں سے اکثر قبائل بنو قحطان نے عرب کے شمال کی طرف رحلت کی تھی، چنانچہ مدینہ کے اوس اور خزرج بھی جنہوں نے اسلام میں انصار کا لقب پایا، یہیں سے گئے تھے۔

یمن کے ساتھ ہی ملا ہوا ایک اور علاقہ نجران ہے

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(415) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** پیر سراج الحق صاحب نے اپنی کتاب تذکرۃ المہدی حصہ دوم میں لکھا ہے کہ قادیان کے پاس گاؤں کا ایک سکھ جاٹ جو عرصہ ہوا فوت ہوگیا ہے اور وہ بہت معمر آدمی تھا مجھ سے بیان کرتا تھا کہ میں مرزا صاحب (یعنی حضرت صاحب) سے بیس سال بڑا ہوں اور بڑے مرزا صاحب (یعنی حضرت صاحب کے والد صاحب) کے پاس میرا بہت آنا جانا رہتا تھا۔ میرے سامنے کئی دفعہ ایسا ہوا کہ کوئی بڑا افسر یا رئیس بڑے مرزا صاحب سے ملنے کیلئے آتا تھا تو باتوں باتوں میں ان سے پوچھتا تھا کہ مرزا صاحب! آپ کے بڑے لڑکے (یعنی مرزا غلام قادر) کے ساتھ تو ملاقات ہوتی رہتی ہے لیکن آپ کے چھوٹے بیٹے کو کبھی نہیں دیکھا۔ وہ جواب دیتے تھے کہ ہاں میرا ایک چھوٹا لڑکا بھی ہے لیکن وہ الگ الگ ہی رہتا ہے اور لڑکیوں کی طرح شرم کرتا ہے اور شرم کی وجہ سے کسی سے ملاقات نہیں کرتا۔ پھر وہ کسی کو بھیج کر مرزا صاحب (یعنی حضرت مسیح موعودؑ) کو بلواتے تھے۔ مرزا صاحب آنکھیں نیچے کئے ہوئے آتے اور اپنے والد سے کچھ فاصلہ پر سلام کر کے بیٹھ جاتے۔ بڑے مرزا صاحب ہنستے ہوئے فرماتے کہ لو اب تو آپ نے اس دلہن کو دیکھ لیا ہے اور پیر صاحب نے لکھا ہے کہ وہی سکھ جاٹ ایک دفعہ قادیان آیا اس وقت ہم بہت سے آدمی گول کمرے میں کھانا کھا رہے تھے۔ اس نے پوچھا کہ مرزا جی کہاں ہیں؟ ہم نے کہا اندر ہیں اور چونکہ اس وقت آپ کے باہر تشریف لانے کا وقت نہیں ہے اس لئے ہم بلا بھی نہیں سکتے کیونکہ آپ کام میں مشغول ہونگے۔ جب وہ تشریف لائیں گے مل لینا۔ اس پر اس نے خود ہی بے دھڑک آواز دیدی کہ مرزا جی ذرا باہر آؤ۔ حضرت اقدس برہنہ سر اسکی آواز سن کر باہر تشریف لے آئے اور اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے فرمایا سردار صاحب! اچھے ہو، خوش ہو۔ بہت دنوں کے بعد ملے۔ اس نے کہا ہاں میں خوش ہوں مگر بڑھاپے نے ستا رکھا ہے۔ چلنا پھرنا بھی دشوار ہے پھر زمینداری کے کام سے فرصت کم ملتی ہے۔ مرزا جی آپ کو وہ پہلی باتیں بھی یاد ہیں۔ بڑے مرزا صاحب کہا کرتے تھے کہ میرا یہ بیٹا مسیتڑ ہے نہ نوکری کرتا ہے نہ کماتا ہے اور پھر وہ آپ کو ہنس کر کہتے تھے کہ چلو تمہیں کسی مسجد میں مُلاّ کروا دیتا ہوں۔ دس من دانے تو گھر میں کھانے کو آجایا کریں گے۔ پھر آپ کو وہ بھی یاد ہے کہ بڑے مرزا صاحب مجھے بھیج کر آپ کو اپنے پاس بلا بھیجتے تھے۔ اور آپ کو بڑے افسوس کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ افسوس میرا یہ لڑکا دنیا کی ترقی سے محروم رہا جاتا ہے۔ آج وہ زندہ ہوتے تو یہ چہل پہل دیکھتے کہ کس طرح ان کا وہی مسیتڑ لڑکا بادشاہ بنا بیٹھا ہے۔ اور بڑے بڑے لوگ دور دور سے آکر اس کے در کی غلامی کرتے ہیں۔ حضرت اقدس اس کی ان باتوں کو سُن کر مسکراتے جاتے تھے اور پھر آخر میں آپ نے فرمایا۔ ہاں مجھے یہ ساری باتیں یاد ہیں۔ یہ سب اللہ کا فضل ہے ہمارا اس میں کوئی دخل نہیں ہے اور پھر بڑی محبت سے اسے فرمایا کہ ٹھہرو میں تمہارے لئے کھانے کا انتظام کرتا ہوں اور یہ کہہ کر آپ اندر مکان میں تشریف لے گئے۔ پیر صاحب لکھتے ہیں کہ پھر وہ بڈھا سکھ جاٹ میرے ساتھ باتوں میں مصروف ہوگیا۔ اور کہنے لگا کہ بڑے مرزا صاحب کہا کرتے تھے کہ میرا یہ لڑکا ملاّ ہی رہے گا اور مجھے فکر ہے کہ میرے بعد یہ کس طرح زندگی بسر کرے گا۔ ہے تو وہ نیک مگر اب زمانہ ایسا نہیں۔ چالاک آدمیوں کا زمانہ ہے۔ پھر بعض اوقات آب دیدہ ہو کر کہتے تھے کہ غلام احمد نیک اور پاک ہے۔ جو حال اس کا ہے وہ ہمارا کہاں ہے۔ پیر صاحب کہتے ہیں کہ یہ باتیں سُناتے ہوئے وہ سکھ خود بھی چشم پر آب ہوگیا اور کہنے لگا آج مرزا غلام مرتضیٰ زندہ ہوتا تو کیا نظارہ دیکھتا؟

(416) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** پیر سراج الحق صاحب نے اپنی کتاب ''تذکرۃ المہدی'' میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک میمن سیٹھ بمبئی کا قادیان آیا اور پانچ سو روپیہ حضرت صاحب کیلئے نذرانہ لایا اور آتے ہی مجھ سے کہا کہ میں حضرت صاحب کی زیارت کیلئے آیا ہوں اور ابھی واپس چلا جاؤں گا۔ مجھے زیادہ فرصت نہیں۔ ابھی اندر اطلاع کر دیں تا کہ میں ملاقات کر کے واپس چلا جاؤں۔ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں رقعہ لکھا اور سارا حال اس شخص کا لکھ دیا حضرت صاحب نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ان کو کہہ دیں کہ اس وقت میں ایک دینی کام میں مصروف ہوں ظہر کی نماز کے وقت انشاء اللہ ملاقات ہوگی۔ اس سیٹھ نے کہا کہ مجھے اتنی فرصت نہیں کہ میں ظہر تک ٹھہروں۔ میں نے پھر لکھا کہ وہ یوں کہتا ہے۔ مگر حضرت صاحب نے کوئی جواب نہ دیا اور وہ واپس چلا گیا۔ ظہر کے وقت جب آپ باہر تشریف لائے تو بعد نماز ایک شخص نے عرض کیا کہ ایک میمن سیٹھ حضورؑ کی زیارت کیلئے آیا تھا۔ اور پانچ صد روپیہ نذرانہ بھی پیش کرنا چاہتا تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا ہمیں اسکے روپے سے کیا غرض؟ جب اسے فرصت نہیں تو ہمیں کب فرصت ہے جب اسے خدا کی غرض نہیں تو ہمیں دنیا کی کیا غرض ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ انبیاء جہاں ایک طرف شفقت اور توجہ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتے ہیں وہاں صفت استغناء میں بھی وہ خدا کے ظل کامل ہوتے ہیں اور بسا اوقات ان کو اپنی فراست فطری سے یہ بھی پتہ لگ جاتا ہے کہ فلاں شخص قابل توجہ ہے یا نہیں؟

(417) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** پیر سراج الحق صاحب نے تذکرۃ المہدی حصہ دوم میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ قادیان میں بہت سے دوست بیرون جات سے آئے ہوئے حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر تھے اور منجملہ ان کے حضرت خلیفہ اوّل اور مولوی عبد الکریم صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب اور منشی ظفر احمد صاحب اور محمد خان صاحب اور منشی محمد اروڑا صاحب اور مولوی عبد القادر صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور شیخ غلام احمد صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب وغیرہم بھی تھے۔ مجلس میں اس بات کا ذکر شروع ہوا کہ اولیاء کو مکاشفات میں بہت کچھ حالات منکشف ہوجاتے ہیں۔ اس پر حضرت اقدس تقریر فرماتے رہے اور پھر فرمایا کہ آج ہمیں دکھایا گیا ہے کہ ان حاضر الوقت لوگوں میں بعض ہم سے پیٹھ دیئے ہوئے بیٹھے ہیں اور ہم سے روگرداں ہیں۔ یہ بات سُن کر سب لوگ ڈر گئے اور استغفار پڑھنے لگ گئے اور جب حضرت صاحبؑ اندر تشریف لے گئے تو سیّد فضل شاہ صاحب بہت گھبرائے ہوئے اٹھے اور ان کا چہرہ فق تھا اور انہوں نے جلدی سے آپ کے دروازہ کی زنجیر ہلائی۔ حضرت صاحب واپس تشریف لائے اور دروازہ کھول کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔ شاہ صاحب کیا بات ہے؟ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ میں حضورؑ کو حلف تو نہیں دے سکتا کہ ادب کی جگہ ہے اور نہ میں اوروں کا حال دریافت کرتا ہوں۔ صرف مجھے میرا حال بتا دیجئے کہ میں تو روگرداں لوگوں میں سے نہیں ہوں؟ حضرت صاحبؑ بہت ہنسے اور فرمایا۔ نہیں شاہ صاحب آپ اُن میں سے نہیں ہیں۔ اور پھر ہنستے ہنستے دروازہ بند کر لیا اور شاہ صاحب کی جان میں جان آئی۔

(418) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میری اہلیہ مجھ سے کہتی تھی کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں قادیان میں نماز استسقاء پڑھی گئی تھی یہ نماز عید گاہ میں ہوئی تھی اور اسی دن شام سے قبل بادل آگئے تھے۔ مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ مجھے یہ نماز یاد نہیں بلکہ مجھے یہ یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں یہ ایک عام احساس تھا کہ زیادہ دن تک لگا تار شدت کی گرمی نہیں پڑتی تھی اور بر وقت بارشوں اور ٹھنڈی ہواؤں سے موسم عموماً اچھا رہتا تھا۔ بلکہ مجھے یاد ہے کہ اسی زمانہ میں لوگ آپس میں یہ باتیں بھی کیا کرتے کہ اس زمانہ میں زیادہ دن تک لگا تار شدت کی گرمی نہیں پڑتی اور جب بھی دو چار دن شدت کی گرمی پڑتی ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے بارش وغیرہ کا انتظام ہو جاتا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ گو میں نے بعض دوسرے لوگوں سے بھی سُنا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں نماز استقا نہیں پڑھی گئی۔ لیکن اگر کبھی پڑھی بھی گئی ہو تو یہ دو باتیں آپس میں مخالف نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ بالکل ممکن ہے کہ عام طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں یہی صورت رہی ہو کہ زیادہ دن تک لگا تار شدّت کی گرمی نہ پڑتی ہو۔ اور وقت کی بارشوں اور ٹھنڈی ہواؤں سے موسم عموماً اچھا رہتا ہو۔ لیکن کبھی کسی سال نسبتاً زیادہ گرمی پڑنے اور نسبتاً زیادہ عرصہ بارش کے رکے رہنے سے نماز استسقاء کی ضرورت بھی سمجھی گئی ہو۔ پس عام طور پر موسم کے اچھا رہنے کا احساس اور کبھی ایک آدھ دفعہ نماز استسقاء کا پڑھا جانا ہرگز آپس میں ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہیں۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جس زمانہ میں عموماً موسم عمدہ رہتا ہو اس زمانہ میں بوجہ اچھے موسم کی عادت ہو جانے کے موسم کا تھوڑا بہت اونچ نیچ بھی لوگوں کیلئے تکلیف کا موجب ہو جاتا ہے اور وہ موسم کی خرابی کی شکایت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پس اگر کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں نماز استسقاء پڑھی گئی تھی تو وہ بھی غالباً کسی ایسی ہی احساس شکایت کے ماتحت پڑھی گئی ہو گی۔ یعنی بوجہ عموماً اچھے موسم کے عادی ہو جانے کے لوگوں نے موسم کے تھوڑے بہت اونچ نیچ پر ہی نماز استسقاء کے پڑھے جانے کی ضرورت محسوس کر لی ہو گی۔ علاوہ ازیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں لوگوں کے اندر قادیان میں یہ ایک عام احساس تھا کہ زیادہ شدّت کی گرمی نہیں پڑتی اور جب بھی چند دن لگا تار گرمی کی شکایت پیدا ہوتی ہے تو خدا کے فضل سے ایسا انتظام ہو جاتا ہے کہ بارشوں یا بادلوں یا ٹھنڈی ہواؤں سے موسم اچھا ہو جاتا ہے۔ یہ ایک صرف نسبتی امر ہے اور اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں خدا کا قانون قدرت بدل گیا تھا اور گرمیوں کا موسم سرما میں تبدیل ہو گیا تھا بلکہ صرف یہ مراد ہے کہ خدا کا کوئی ایسا فضل تھا کہ لگا تار شدّت کی گرمی نہیں پڑتی تھی اور بر وقت بارشوں اور بادلوں اور ٹھنڈی ہواؤں سے عموماً موسم اچھا رہتا تھا۔ ورنہ ویسے تو گرما گرما ہی تھا اور سرما سرما ہی۔ اور یہ بات عام قانون نیچر کے خلاف نہیں ہے کیونکہ علم جغرافیہ اور نیز تجربہ اور مشاہدہ سے یہ بات ثابت ہے کہ بارشوں اور خنک ہواؤں کے زمانہ میں ایک حد تک اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے اور ہر زمانہ میں بالکل ایک سا حال نہیں رہتا۔ بلکہ کبھی بارشوں اور خنک ہواؤں کی قلت اور گرمی کی شدّت ہو جاتی ہے اور کبھی بر وقت بارشوں اور بادلوں اور خنک ہواؤں سے موسم میں زیادہ گرمی پیدا نہیں ہوتی چنانچہ گورنمنٹ کے محکمہ آب و ہوا کے مشاہدات بھی اسی پر شاہد ہیں۔ پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں خدا کی طرف سے ایسے سامان جمع ہو گئے ہوں کہ جن کے نتیجہ میں موسم عموماً اچھا رہتا ہو۔ تو یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں اور نہ اس میں کوئی خارق عادت امر ہے۔ واللہ اعلم۔ دراصل خدا تعالیٰ اپنے پاک بندوں کی دو طرح نصرت فرماتا ہے۔ اوّل تو یہ کہ بسا اوقات وہ اپنی تقدیر عام یعنی عام قانون قدرت کے ماتحت ایسے سامان جمع کر دیتا ہے جو ان کیلئے نصرت و اعانت کا موجب ہوتے ہیں اور گو زیادہ بصیرت رکھنے والے لوگ اس قسم کے امور میں بھی خدائی قدرت نمائی کا جلوہ دیکھتے ہیں۔ لیکن عامۃ الناس کے نزدیک ایسے امور کوئی خارق عادت رنگ نہیں رکھتے۔ کیونکہ معروف قانون قدرت کے ماتحت ان کی تشریح کی جاسکتی ہے۔ دوسری صورت خدائی نصرت کی تقدیر خاص کے ماتحت ہوتی ہے۔ جس میں تقدیر عام یعنی

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

RSB Traders & whole seller

Specialist in Teddy Bear Ladies & Kids items, All Types of Bags & Garments items

Branch: Aroti Tola Po muluk Bolpur-Birbhum
Head office: Q84 Akra Road Po.Bartala, Kolkata-18

Mob: 9647960851 9082768330

طالب دعا : جانِ عالم شیخ
(جماعت احمدیہ شانتی نکیتن، بولپور، بیر بھوم۔ بنگال)

اسلام نے عورت کو اپنے خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرنے کا حکم دیا ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی استثناء نہیں رکھا اور نہ ہی اس حکم میں عمر کی کوئی رعایت رکھی ہے

بیوہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ عدت کا عرصہ حتی الوسع اپنے گھر میں گزارے، اس دوران اسے بناؤ سنگھار کرنے، سوشل پروگراموں میں حصہ لینے اور بغیر ضرورت گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں

عدت کے عرصہ کے دوران بیوہ اپنے خاوند کی قبر پر دعا کیلئے جاسکتی ہے بشرطیکہ وہ قبر اسی شہر میں ہو جس شہر میں بیوہ کی رہائش ہے

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے اہم سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 10)

سوال عورتوں کے اپنے چہرہ پر پلکنگ اور تھریڈنگ وغیرہ کرنے نیز جسم پر تصاویر گندھوانے کے بارے میں سوال پیش ہونے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 2 فروری 2019ء میں درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب احادیث میں مومن عورتوں کو اپنے جسموں پر مختلف تصاویر گندھوانے، چہرے کے بال نوچنے، خوبصورتی اور جوان نظر آنے کیلئے سامنے کے دانتوں میں خلا پیدا کرنے، مصنوعی بالوں کے لگانے، اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے وغیرہ امور سے منع فرمایا گیا ہے، اس کی مختلف وجوہات ہیں۔

اگر ان باتوں سے انسان کے جسمانی وضع قطع میں اس طرح کی مصنوعی تبدیلی واقع ہوجائے کہ مرد و عورت کی تمیز جو خدا تعالیٰ نے انسانوں میں رکھی ہے وہ ختم ہوجائے۔ یا اس قسم کے فعل سے شرک جو سب سے بڑا گناہ ہے اس کی طرف میلان پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو اس سے منع فرمایا گیا۔ پھر احادیث میں جہاں ان امور سے منع کیا گیا وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی انذار فرمایا کہ بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے اس قسم کے کام شروع کیے۔ پس اس سے استدلال ہوسکتا ہے کہ یہود جن کے ہاں زنا کاری پھیل چکی تھی اور فحاشی کے اڈے قائم ہوگئے تھے، اس کام میں ملوث خواتین، مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی خاطر اس قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتی ہوں، اس لیے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کاموں کی شناعت بیان فرما کر مومن عورتوں کو اس سے منع فرمایا۔

علاوہ ازیں یہ بھی ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس وقت کے حالات کے پیش نظر وقتی ہو، بالکل اسی طرح جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک علاقہ کے اسلام قبول کرنے والے لوگوں کو اس علاقہ میں شراب بنانے کیلئے استعمال ہونے والے برتنوں کے عام استعمال سے منع فرما دیا تھا۔ لیکن جب ان لوگوں میں اسلامی تعلیم اچھی طرح رچ بس گئی تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان برتنوں کے عام استعمال کی اجازت دے دی۔

اسلام نے اعمال کا دارومدار نیتوں پر رکھا ہے۔ پس اس زمانہ میں بھی اگر ان افعال کے نتیجہ میں کسی برائی کی طرف میلان پیدا ہو یا اسلام کے کسی واضح حکم کی نافرمانی ہوتی ہو تو یہ کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس انذار کے تحت ہی شمار ہوگا۔ جیسا کہ اس زمانہ میں بھی خواتین اپنی صفائی یا ویکسنگ وغیرہ کرواتے وقت اگر پردہ کا التزام نہ کریں اور دوسری خواتین کے سامنے ان کے ستر کی بے پردگی ہوتی ہو تو یہ بے حیائی ہے جس کی اجازت نہیں ہے اور شاید یہ خواتین اسی انذار کے نیچے آتی ہوں۔ لیکن پردہ کے اسلامی حکم کی پابندی کے ساتھ اگر کوئی عورت ان چیزوں سے فائدہ اٹھاتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار کیا کہ کیا ایک سفر میں ایک سے زیادہ عمرے کرنے بہتر ہیں یا ایک عمرہ کرنے کے بعد باقی وقت دیگر عبادات میں گزارا جائے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 2 فروری 2019ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں ایک ہی عمرہ فرمایا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں اس کی ممانعت نہیں فرمائی کہ ایک سفر میں ایک سے زائد عمرے نہیں ہو سکتے۔ اس لیے اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ایک سفر میں صرف ایک ہی عمرہ کرے اور باقی وقت دیگر عبادات میں گزارے تو یہ بھی ٹھیک ہے اور اگر وہ ایک سے زیادہ عمرے کرنا چاہے تو چونکہ عمرے میں بھی اللہ تعالیٰ کے گھر کا طواف، صفاء اور مروہ کے چکر، ذکر و اذکار اور نوافل ہوتے ہیں، اس لیے اس میں بھی کوئی حرج کی بات نہیں۔

سوال ایک خاتون نے بیوہ کے عدت کے دوران لجنہ کے پروگراموں میں شامل ہونے، نماز باجماعت کیلئے مسجد میں آنے اور عزیزوں کے گھروں میں جانے کے بارے میں مسائل دریافت کیے۔ نیز لکھا ہے کہ بڑی عمر کی عورتوں کیلئے عدت کی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 2 فروری 2019ء میں ان امور کے بارے میں درج ذیل رہنمائی فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب بیوہ کی عدت کے احکامات میں تبدیلی کے حق میں آپ نے اپنے خط میں جو طلاق کے بعد نکاح والی دلیل (کہ قرآن کریم کے مطابق طلاق کے بعد عدت پوری ہونے پر پہلے شوہر سے نکاح صرف اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب کسی دوسرے مرد سے شادی ہو اور پھر وہ طلاق دے۔ لیکن اب دوسرے مرد سے شادی کے بغیر بھی پہلے خاوند سے نکاح ہو جاتا ہے۔ پس جس طرح اس حکم میں نظر ثانی کی گئی ہے، اسی طرح خاوند کی وفات کے بعد کی عدت میں بھی عورت کی عمر کے لحاظ سے نظر ثانی ہونی چاہئے) دی ہے وہ غلط ہے۔ نہ پہلے ایسا کوئی حکم تھا اور نہ ہی اس میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔ آپ نے اپنی کم علمی کی وجہ سے طلاق کے بارے میں دو الگ الگ احکامات کو خلط ملط کر دیا ہے۔

اسی طرح بیوہ کی عدت کے بارے میں بھی آپ اسلامی تعلیمات سے پوری طرح آگاہ نہیں ہیں۔ اسلام نے عورت کو اپنے خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرنے کا حکم دیا ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی استثناء نہیں رکھا اور نہ ہی اس حکم میں عمر کی کوئی رعایت رکھی ہے۔ پس بیوہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ عدت کا یہ عرصہ حتی الوسع اپنے گھر میں گزارے، اس دوران اسے بناؤ سنگھار کرنے، سوشل پروگراموں میں حصہ لینے اور بغیر ضرورت گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں۔

عدت کے عرصہ کے دوران بیوہ اپنے خاوند کی قبر پر دعا کیلئے جاسکتی ہے بشرطیکہ وہ قبر اسی شہر میں ہو جس شہر میں بیوہ کی رہائش ہے۔ نیز اگر اسے ڈاکٹر کے پاس جانا پڑتا ہے تو یہ بھی مجبوری کے تحت آتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی بیوہ کے خاندان کا گزارا اس کی نوکری پر ہے یا بچوں کو سکول لانے، لے جانے اور خریداری کیلئے اس کا کوئی اور انتظام نہیں تو یہ سب امور مجبوری کے تحت آئیں گے۔ ایسی صورت میں اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ سیدھی کام پر جائے اور کام مکمل کر کے واپس گھر آ کر بیٹھے۔ مجبوری اور ضرورت کے تحت گھر سے نکلنے کی بس اتنی ہی حد ہے۔ کسی قسم کی سوشل مجالس یا پروگراموں میں شرکت کی اسے اجازت نہیں۔ پس شریعت میں نئی نئی چیزیں داخل کرنے اور نئی نئی بدعتیں پیدا کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دی گئی۔

سوال ایک دوست نے ان احادیث کے بارے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں رہنمائی کی درخواست کی جن احادیث میں جنگ کے دوران، عام لوگوں کے جھگڑوں اور میاں بیوی کے مابین صلح کرانے کیلئے جھوٹ بولنے کی اجازت دی گئی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 28 جنوری 2019ء میں درج ذیل رہنمائی فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب قرآن کریم اور مستند احادیث میں جھوٹ کو أَكْبَرُ الْكَبَائِر (یعنی بڑے بڑے گناہوں میں سے بڑا گناہ) قرار دیا گیا ہے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اجتناب کی بار بار نصیحت فرمائی ہے۔

جہاں تک آپ کے خط میں مذکور روایت کا تعلق ہے تو ایسی ایک روایت صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ام کلثوم بنت عقبہؓ سے مروی ہے اور اس روایت کے الفاظ محتاط اور قابل تاویل ہیں۔ چنانچہ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُولُ خَيْرًا وَيَنْمِي خَيْرًا۔ یعنی جو شخص لوگوں میں صلح کروانے کیلئے نیک بات کرے اور اچھی بات آگے پہنچائے وہ جھوٹا نہیں ہے۔

اس کی مثال ایسے ہے کہ صلح کروانے والا شخص ایک فریق کی دوسرے فریق کے بارے میں کہی ہوئی باتوں میں سے اچھی اور نیک باتیں دوسرے فریق تک پہنچا دے اور اس فریق کے خلاف کہی جانے والی باتوں کے بارے میں خاموشی اختیار کرے تو ایسا صلح کروانے والا جھوٹا نہیں کہلا سکتا ہے۔

سنن ترمذی نے حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے اس روایت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے

لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ يُحَدِّثُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ لِيُرْضِيَهَا وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ۔ یعنی تین باتوں کے سوا جھوٹ بولنا جائز نہیں۔ خاوند اپنی بیوی کو راضی کرنے کیلئے کوئی بات کہے۔ لڑائی کے موقع پر جھوٹ بولنا اور لوگوں کے درمیان صلح کروانے پر جھوٹ بولنا۔

پہلی بات یہ ہے کہ سنن ترمذی میں بیان یہ روایت قرآن کریم کے واضح حکم اور احادیث صحیحہ میں مروی دیگر روایات کے خلاف ہونے کی بنا پر قابل قبول نہیں۔ اور دوسری بات یہ کہ اسلام نے جھوٹ کو کسی موقعہ پر بھی جائز قرار نہیں دیا بلکہ اسکے برعکس یہ تعلیم دی کہ جان بھی جاتی ہو تو جانے دو لیکن سچ کو ہاتھ سے مت جانے دو۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس بارے میں ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام اپنی تصنیف لطیف ''نور القرآن نمبر 2'' میں ایک عیسائی کے اسی اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''قرآن شریف نے دروغ گوئی کو بت پرستی کے برابر ٹھہرایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ...... اصل بات یہی ہے کہ کسی حدیث میں جھوٹ بولنے کی ہرگز اجازت نہیں بلکہ حدیث میں تو یہ لفظ ہیں کہ ان قتلت واحرقت ...... پھر اگر فرض کے طور پر کوئی حدیث قرآن اور احادیث صحیحہ کی مخالف ہو تو وہ قابل سماعت نہیں ہوگی کیونکہ ہم لوگ اسی حدیث کو قبول کرتے ہیں جو احادیث صحیحہ اور قرآن کریم کے مخالف نہ ہو۔ ہاں بعض احادیث میں توریہ کے جواز

کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ اور اُسی کو نفرت دلانے کی غرض سے کذب کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور ایک جاہل اور احمق جب ایسا لفظ کسی حدیث میں بطور تسامح کے لکھا ہوا پاوے تو شاید اس کو حقیقی کذب ہی سمجھ لے کیونکہ وہ اس قطعی فیصلہ سے بے خبر ہے کہ حقیقی کذب اسلام میں پلید اور حرام اور شرک کے برابر ہے مگر توریہ جو درحقیقت کذب نہیں گو کذب کے رنگ میں ہے اضطرار کے وقت عوام کے واسطے اس کا جواز حدیث میں پایا جاتا ہے مگر پھر بھی لکھا ہے کہ افضل وہی لوگ ہیں جو توریہ سے بھی پرہیز کریں......مگر باوصف اس کے بہت سی حدیثیں دوسری بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ توریہ اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کے برخلاف ہے اور بہرحال کھلی کھلی سچائی بہتر ہے اگرچہ اس کی وجہ سے قتل کیا جائے اور جلایا جائے۔‘‘ (نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 403 تا 405)

پس یہ بات کسی طرح بھی ماننے کے لائق نہیں کہ کسی حدیث میں جھوٹ بولنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس لیے اگر ان احادیث کی کوئی تطبیق ہوسکتی ہو جو قرآن و سنت کے مطابق ٹھہرے تو اس تطبیق کے ساتھ ہم ان احادیث کو قبول کریں گے، ورنہ قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کی واضح تعلیم کے خلاف ہونے کی وجہ سے ہم ان احادیث کو قابل قبول نہیں ٹھہراتے۔

سوال: عورتوں کے ایام حیض میں مسجد میں آکر بیٹھنے نیز ان ایام میں تلاوت قرآن کریم کرنے کے بارے میں ایک خاتون کی ایک تجویز پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 13 مارچ 2019ء میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: مذکورہ بالا دونوں امور کے بارے میں علماء و فقہاء کی آراء مختلف رہی ہیں اور بزرگان دین نے بھی اپنی قرآن فہمی اور حدیث فہمی کے مطابق اس بارے میں مختلف جوابات دیے ہیں۔ اسی طرح جماعتی لٹریچر میں بھی خلفائے احمدیت کے حوالے سے نیز جماعتی علماء کی طرف سے مختلف جوابات موجود ہیں۔

قرآن کریم، احادیث نبویہ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں، خواتین کے ایام حیض میں قرآن کریم پڑھنے کے متعلق میرا موقف ہے کہ ایام حیض میں عورت کو قرآن کریم کا جو حصہ زبانی یاد ہو، وہ اسے ایام حیض میں ذکر و اذکار کے طور پر دل میں دہرا سکتی ہے۔ نیز بوقت ضرورت کسی صاف کپڑے میں قرآن کریم کو پکڑ بھی سکتی ہے اور کسی کو حوالہ وغیرہ بتانے کیلئے یا بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کیلئے قرآن کریم کا کوئی حصہ پڑھ بھی سکتی ہے لیکن باقاعدہ تلاوت نہیں کرسکتی۔

اسی طرح ان ایام میں عورت کو کمپیوٹر وغیرہ پر جس میں اسے بظاہر قرآن کریم پکڑنا نہیں پڑتا باقاعدہ تلاوت کی تو اجازت نہیں لیکن کسی ضرورت مثلاً حوالہ تلاش کرنے کیلئے یا کسی کو کوئی حوالہ دکھانے کیلئے کمپیوٹر وغیرہ پر قرآن کریم سے استفادہ کرسکتی ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

ان ایام میں عورت مسجد سے کوئی چیز لانے کیلئے یا مسجد میں کوئی چیز رکھنے کیلئے تو مسجد میں جاسکتی ہے لیکن وہاں جاکر بیٹھ نہیں سکتی۔ اگر اس کی اجازت ہوتی تو حضور ﷺ عید میں شامل ہونے والی ایسی خواتین کیلئے کیوں یہ ہدایت فرماتے کہ وہ نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔ پس اس حالت میں عورتوں کو مسجد میں بیٹھنے کی اجازت نہیں۔

اگر کوئی خاتون اس حالت میں مسجد میں آتی ہے یا کوئی بچی ایسی حالت میں اپنی والدہ کے ساتھ مسجد آئی ہے یا اچانک کسی کی یہ حالت شروع ہوگئی ہے تو ان تمام صورتوں میں ایسی خواتین اور بچیاں مسجد کی نماز پڑھنے والی جگہوں میں نہیں بیٹھ سکتیں۔ بلکہ کسی نماز نہ پڑھنے والی جگہ پر ان کے بیٹھنے کا انتظام کیا جائے۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ کینیڈا کی Virtual ملاقات مورخہ 16 اگست 2020ء میں تربیت کے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ممبران عاملہ کو توجہ دلاتے ہوئے درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: ماؤں کے ذریعہ تربیت کریں کہ جو آجکل کی یہاں بچیاں پڑھ رہی ہیں ان کے ساتھ ان کے تعلقات دوستانہ ہونے چاہئیں اور انکا یہاں جو باہر نکل کے، یونیورسٹیز میں جاکے، کالجز میں جاکے Exposure ہے اسکے ساتھ اگر مائیں پوری طرح تعلیم یافتہ نہیں ہیں تو پھر وہ آپ لوگوں سے مدد لیں۔ لیکن اسکے باوجود لڑکیوں کے ساتھ تعلق رکھیں۔ اور لڑکیوں کی تربیت یہ کریں کہ وہ جیسی مرضی تعلیم حاصل کریں لیکن جو دین کو دنیا پہ مقدم رکھنے کا عہد ہے، اس کو سامنے رکھیں کہ وہ کیا ہے؟ صرف دنیا میں ہی نہ پڑ جائیں۔ یہاں ان کو یہ بھی Realize کروانا چاہئے کہ یہاں آکے اللہ تعالیٰ نے جو دنیاوی لحاظ سے فضل کیے ہیں ان دنیاوی فضلوں پر اللہ تعالیٰ کے شکرانے کا صحیح اظہار یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دین سے Attach ہوا جائے۔ یہ اکثر لڑکوں میں بھی ہوتا ہے اس لیے پھر ماؤں کی تربیت اس لحاظ سے بھی کرنے کی ضرورت ہے کہ پندرہ سال تک یا کم از کم تیرہ چودہ سال تک لڑکے بھی ماؤں ہی کے زیر اثر ہوتے ہیں (اس لیے مائیں لڑکوں کی بھی اس حوالے سے تربیت کریں) پھر ماؤں کی تربیت کی اس لیے بھی ضرورت ہے کہ یہ جو مردوں کی تربیت کی ذمہ داری ہے یہ بھی آپ لوگوں نے ہی کرنی ہے۔ مردوں میں بھی تربیت میں کمی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ جیسا مرضی کام کرتے رہیں اور عورتیں اپنی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ ان کی بھی ذمہ داری ہے۔ لیکن آپ لوگوں نے تربیت کے لحاظ سے اس چیلنج کو بھی لینا ہے کہ لڑکوں میں، چھوٹی عمر کے اطفال جو ہیں ان کی بھی تربیت ایسے کریں کہ جب وہ خدام میں شامل ہوں تو وہ جماعت سے Attach ہوں۔ اسی طرح بچیاں جب ناصرات سے لجنہ میں آئیں تو وہ جماعت سے Attach ہوں۔ یہاں کے ماحول کا جو اثر ہے، کیونکہ کھلی تعلیم دی جاتی ہے اور بعض کھلے سوال کیے جاتے ہیں۔ اس پر آپ لوگوں نے ان کو کھل کے جواب دینے ہیں۔ اس کا طریقہ یہی ہے کہ آپ ایک Survey کریں اور ایک سوالنامہ بنا کر بھیجیں۔ ہر مجلس میں جائے۔ اور لڑکیوں کو کہیں کہ بیشک اپنا نام نہ لکھو اور تمہارے ذہن میں کسی بھی قسم کے جو سوال دین کے بارے میں ہیں یا دنیا کے بارے میں ہیں اور دین اور دنیا کے فرق کے بارے میں ہیں یا کچھ شبہات ہیں، وہ بیشک ظاہر کردو۔ پھر لجنہ کے Level پر مختلف Forums پر ان کے جواب دینے کی کوشش کریں۔ اور یہاں مجھے بھیجیں۔ یہاں بھی ہم کوئی پروگرام بنا سکتے ہیں۔ ایم ٹی اے میں بھی اس کے جواب دے سکتے ہیں۔ پھر آپ کے وہاں ایم ٹی اے سٹوڈیو بن چکا ہے، وہاں آپ لوگ ایم ٹی اے کے ساتھ Coordinate کرکے ایک پروگرام بنا سکتے ہیں۔ اور لجنہ ایک پروگرام بنائے اور بغیر نام لیے ان سوالوں کے جواب دے کہ آجکل یہ یہ Issue اٹھتے ہیں یا یہ یہ سوالات دنیا میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اسکی وجہ سے ہماری بعض بچیوں کے ذہن بھی Pollute ہو رہے ہیں۔ ان کے ذہنوں کو ہم نے کس طرح صاف کرنا ہے۔ تو اس طرح کے بعض سوال ہیں کہ آپ کھل کے ایم ٹی اے پر Discuss کرسکتے ہیں اور بعض ہیں جو نہیں کرسکتے، ان کو Personal Level پر جاکے ان کے جواب دینے پڑیں گے۔ پھر بعض بغیر ناموں کے سوال آئیں گے تو ان کو انٹرنیٹ پر اس طرح رکھیں، کوئی ایسا Forum بنائیں جہاں تربیت کیلئے ایسے سوالوں کے جواب دیے جاسکیں۔ تو آجکل اس زمانہ میں یہ بہت بڑے چیلنجز ہیں جو میڈیا نے، لوگوں نے شبہات پیدا کرنے کیلئے ڈال دیے ہوئے ہیں۔ پھر so-called تعلیم کے نام پر اپنے آپ کو زیادہ ہی پڑھی لکھی سمجھ کے سمجھتی ہیں کہ شاید اسلام کی تعلیم بڑی Backwards تعلیم ہے۔ حالانکہ اسلام کی تعلیم سے زیادہ اس زمانہ میں کسی بھی مذہب کی کوئی تعلیم ایسی نہیں ہے جو ماڈرن ہو اور جو زمانہ کے حساب سے اپنے آپ کو Adjust کرنے والی ہو۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 5 مارچ 2021)

جہیز کی نمائش ایک غلط رسم ہے

’’شادی بیاہ کے موقع پر بعض فضول قسم کی رسمیں ہیں، جیسے بری کو دکھانا یا وہ سامان جو دولہا والے دولہن کیلئے بھیجتے ہیں اس کا اظہار، پھر جہیز کا اظہار، باقاعدہ نمائش لگائی جاتی ہے۔ اسلام تو صرف حق مہر کے اظہار کے ساتھ نکاح کا اعلان کرتا ہے، باقی سب فضول رسمیں ہیں۔ ایک تو بری یا جہیز کی نمائش سے اُن لوگوں کا مقصد جو صاحبِ توفیق ہیں صرف بڑھائی کا اظہار کرنا ہوتا ہے کہ دیکھ لیا ہمارے شریکوں نے بھائی بہن یا بیٹا بیٹی کو شادی پر جو کچھ دیا تھا ہم نے دیکھو کس طرح اس سے بڑھ کر دیا ہے۔ صرف مقابلہ اور نمود و نمائش ہے......صرف رسموں کی وجہ سے، اپنا ناک اونچا رکھنے کی وجہ سے غریبوں کو مشکلات میں، قرضوں میں نہ گرفتار کریں اور دعویٰ یہ ہے کہ ہم احمدی ہیں اور بیعت کی دس شرائط پر پوری طرح عمل کریں گے......جبکہ بیعت کرنے کے بعد تو وہ یہ عہد کر رہا ہے کہ ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حکومت مکمل طور پر اپنے او پر طاری کرلے گا۔ اللہ اور رسول ہم سے کیا چاہتے ہیں، یہی کہ رسم رواج اور ہوا و ہوس چھوڑ کر میرے احکامات پر عمل کرو۔‘‘

(شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں، صفحہ 101 تا 103)

(شعبہ رشتہ ناطہ، نظارت اصلاح ارشاد مرکزیہ قادیان)

ارشاد باری تعالیٰ

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (الروم:22)

ترجمہ: اور اس کے نشانات میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کی طرف تسکین (حاصل کرنے) کیلئے جاؤ۔ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔ یقیناً اس میں ایسی قوم کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں بہت سے نشانات ہیں۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

شعبہ نور الاسلام کے تحت
اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں
ٹول فری نمبر : 1800 103 2131
اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

افریقہ نے ایک دن دنیا کا رہنما بننا ہے

ڈسپلن سیکھیں اور جاکر اپنی قوم کو بھی سکھائیں، آپ میں یہ خوبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کردہ ہے اس کو آرگنائز کرلیں تو دنیا کی رہنمائی کرسکتے ہیں

اگر آپ روزانہ دو گھنٹے بھی مطالعہ کی مستقل عادت ڈال لیں تو بہت بڑے عالم بن سکتے ہیں

جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ورچوئل ملاقات

مورخہ 5/دسمبر 2020 کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کے طلباء اور اساتذہ کی ورچوئل ملاقات ہوئی۔ جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کے طلباء اور اساتذہ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اس نوعیت کی یہ پہلی ملاقات تھی جو صبح سوا بارہ بجے شروع ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس ملاقات کیلئے ایک گھنٹے سے زائد کا وقت عنایت فرمایا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم حافظ عثمان بیوا (گھانا) نے کی۔ عزیزم عماد الدین المصری جن کا تعلق اردن سے ہے نے خلافت احمدیہ کے قیام سے متعلق پیشگوئی پر مشتمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث اور اس کا اردو ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ جبکہ عزیزم طاہر رمضان مرونڈا (تنزانیہ) نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ''یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی'' خوبصورت آواز میں پڑھا۔ نظم کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب فتح اسلام سے ایک اقتباس عزیزم جری اللہ انتون (قزاقستان) نے اردو زبان میں پیش کیا اور اس کے بعد حضرت امیر المومنین نے طلباء سے گفتگو شروع فرمائی اور ان کے سوالات کے جوابات عطا فرمائے جو نہایت ایمان افروز اور روح پرور تھے۔

☆ایک سوال یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کا بہترین ذریعہ کیا ہے؟ اس سوال کے جواب میں حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ خود خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ انسان کو خدا تعالیٰ نے اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے قرب کیلئے عبادت کا حق ادا کرو پھر سورۂ بقرۃ کے آغاز میں بھی ایمان بالغیب کے بعد نماز کے قیام کا ذکر ہے اور نماز میں سب سے زیادہ قرب الٰہی کا مقام سجدے میں ہوتا ہے اس لیے اگر سجدے میں دعائیں کرو گے تو قرب حاصل ہوگا اور دعا میں دنیا داری مانگنے کی بجائے خدا کا قرب مانگو گے تو یہ بہترین ذریعہ خدا کے قریب ہونے کا بن سکے گا۔

☆ایک طالبعلم نے دریافت کیا کہ کون کون سے گھانین کھانے اور پھل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اپنے گھانا میں قیام کے دوران پسند آئے تھے؟ حضور نے فرمایا کہ فوفو، کینکے، پلانٹین، گراؤنڈنٹ سوپ کے ساتھ کھایا ہے ان میں سے فوفو زیادہ پسند آیا تھا پھر جولف رائس بہت اچھا گھانین کھانا ہے۔ گھانا کے سارے پھل ہی بہت اچھے ہیں۔ ایسارچر سے منکسم جاتے ہوئے ایکوتسی کے پائین ایپل (Pineapple) بہت ہی اچھے ہیں اور گھانین لوگوں کا اورنج کھانے کا طریق بھی بہت مزیدار ہے۔ جس طرح سے وہ اورنج کو چھیلتے ہیں اور ہاتھ سے دبا کر اس کا جوس پیتے ہیں وہ بہت مزے کا طریق ہے...... کیلے کی بہت سی قسمیں گھانا میں پائی جاتی ہیں۔ ایک سرخ رنگ کا چھوٹے سائز کا کیلا بھی ہوتا ہے جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ گھانا تشریف لائے تھے تو میں نے یہ حضور کو بھی پیش کیا تھا تو حضور نے فرمایا کہ یہ کیسا ہے۔ خاکسار نے کہا کہ بہت اچھا ہے تو حضور نے اسے کھا کر دیکھا اور بہت پسند فرمایا۔

☆ایک طالبعلم نے استخارے کے بارے میں سوال کیا کہ ہم بعض اوقات بعض معاملات کے بارے میں دعا کرتے ہیں لیکن کوئی خواب نہیں آتی تو کس طرح حساس معاملات کا فیصلہ کیا جائے مثلاً شادی کیلئے کہ رشتہ قبول کریں یا نہ کریں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ استخارہ کا مطلب ہے ''خیر طلب کرنا'' اگر خیر ہے اور دل کو تسلی ہو جائے تو وہ کام کرلے جس کے بارے میں استخارہ کیا تھا۔ اگر تسلی نہ ہو تو نہ کرے۔ یہ استخارہ ہے استخبارہ نہیں ہے کہ ضرور کوئی خبر ملے گی۔ اس میں کشف یا خواب یا الہام کا کوئی وعدہ نہیں ہے خوابوں کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے دل کی تسلی ضروری چیز ہے اور پھر جب شادی ہو جائے تو بھی دعا جاری رکھنی چاہیے کہ دلی قربت رہے اور اولاد بھی نیک ہو پھر اولاد کی تربیت کے لیے بھی دعا کرتے رہنا چاہیے پس استخارہ خیر مانگنے کا نام ہے۔

☆ایک سوال ہوا کہ حضور آپ گھانا میں قیام کے وقت کا کوئی دلچسپ واقعہ سنا سکتے ہیں؟ تو فرمایا: واقعات کچھ سنائے بھی ہیں اور اب چالیس سال پہلے کی بات کہاں یاد ہوگی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا دورہ گھانا میری وہاں موجودگی کے وقت ہوا تھا تو حضور کے طعام اور مہمان نوازی کا انتظام میرے اور میری بیگم کے سپرد تھا۔ ہم حضور کے ساتھ ساتھ رہے اور اس وقت کو بہت انجوائے کیا۔ ایک دفعہ عکرہ میں بہت سے لوگ حضور سے ملنے کیلئے جمع تھے۔ حضور ان سے ملنے کیلئے باہر تشریف لائے تو بارش شروع ہوگئی مگر حضور کھڑے رہے۔ چھتری تھی لیکن بارش بہت تیز تھی حضور کی اچکن اور کپڑے وغیرہ سب بھیگ گئے لیکن ملاقات کرنے والے اپنی جگہ سے ہلے تک نہیں۔ حضور نے ان سب حاضرین کے صبر کی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ ایسا ہی واقعہ میرے ساتھ بھی ہوا جب میں 2005ء میں تنزانیہ گیا تو وہاں بھی بارش شروع ہوگئی اور کینوپی پر پانی کھڑا ہو گیا۔ بعد میں ایک جھٹکے سے وہ سارا پانی کینوپی کے اندر موجود عورتوں پر گرا لیکن کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا، کمال کا صبر تھا جس کا انہوں نے نمونہ دکھایا۔ اسی طرح ڈسپلن ہے اس کو بھی قائم کرنا چاہئے اور افریقہ والے یہ کر بھی سکتے ہیں علاوہ دین کے ڈسپلن بھی سیکھیں اور جا کر اپنی قوم کو بھی سکھائیں ویسے آپ میں یہ خوبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کردہ ہے اسکو Organise کر لیں تو دنیا کی رہنمائی کر سکتے ہیں اور افریقہ نے ایک دن دنیا کا رہنما بننا ہے۔ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ مطالعہ کرنے کی عادت کیسے ڈال سکتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کسی بھی کام کیلئے پختہ ارادہ کا ہونا ضروری ہے پھر اپنا ایک ٹائم ٹیبل بنائیں۔ اسکا طریق یہ ہے کہ ایک ہفتے تک اپنی روٹین کو نوٹ کریں ہر کام جو کرتے ہیں اسے نوٹ کریں صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک پھر دیکھیں کہ کتنا وقت ضائع کیا اور کتنا وقت ضروریات کے نام پر صرف کیا۔ پھر اگلے ہفتے کا چیک کریں کہ ان تمام کاموں میں اچھے اور ضروری کام کتنے تھے اور بے کار اور غیر ضروری کام کون سے تھے اور ان میں کتنا وقت ضائع ہوا۔ پھر اس کی روشنی میں اپنا Time Table بنائیں اور اس میں مطالعہ کا وقت مقرر کرلیں تو ضرور مطالعہ کیلئے وقت نکل سکتا ہے۔

☆ایک طالبعلم نے کہا کہ جامعہ کی روٹین کی وجہ سے نیند پوری نہیں ہوتی اس لیے حضور کی رائے میں ایک طالبعلم کیلئے کتنی نیند لینا ضروری ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سونے سے دنیا فتح نہیں کر سکتے آپ اردن سے ہیں تو عرب دنیا کو فتح کرنے کیلئے سوتے رہنے سے کام نہیں بنے گا۔ فرمایا: سونے کیلئے چھ گھنٹے کافی ہیں اگر وقت کو درست طریق پر گنا جائے تو وقت ضائع نہیں ہو گا۔ اگر آپ روزانہ دو گھنٹے بھی مطالعہ کی مستقل عادت ڈال لیں تو بہت بڑے عالم بن سکتے ہیں۔

الغرض ان روحانی امور کے بارے میں پوری وضاحت اور خدا سے تعلق قائم کرنے کے بارے میں خوبصورت نصائح نے جامعہ کے طلباء میں عمل کی بجلی سی بھر دی اور حضور کے پروگرام کے بعد طلباء کے بلند آواز سے نعرے اس بات کے غماز تھے کہ یہ ملاقات تمام طلباء اور اساتذہ میں ایک نئی روح پھونکنے کا کام کر گئی ہے۔ فالحمدللہ علی ذالک۔

(رپورٹ: مرزا خلیل احمد بیگ، وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 11/دسمبر 2020)

تمام ممبرات روزانہ پنجوقتہ نماز ادا کرنے والی ہوں، مثالی مسلمہ ہوں، بچوں کی اچھی پرورش کرنے والی ہوں تا وہ نیک بنیں (حضور انور)

الحمدللہ کہ یہ ملاقات روحانیت سے بھرپور، بیدار کرنے والی اور بہت بابرکت تھی (صدر لجنہ)

نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ گھانا کی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ورچوئل ملاقات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 24/جنوری 2021ء کو مغربی افریقہ کے ملک گھانا کی لجنہ اماء اللہ کی نیشنل عاملہ کو اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ ملاقات ائم .ٹی.اے کے وہاب آدم سٹوڈیو بمقام بستان احمد ہوئی۔

ملاقات کے آغاز میں حضور انور نے دُعا کروائی جس کے بعد تمام عاملہ کی ممبرات نے اپنا تعارف کروایا اور مختصر رپورٹ پیش کی اور اپنے شعبہ سے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ہدایات لیں۔ آخر پر مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مجلس عاملہ کی طرف سے اس عزّت افزائی پر شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب کو السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہا اور یہ میٹنگ اپنے اختتام کو پہنچی۔ اس ملاقات میں کل 41 عاملہ ممبرات نے شرکت کرنے کی سعادت پائی۔

☆نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ گھانا نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ محسوس کر رہی تھیں کہ بہت سعادت کی گھڑی ہے مگر اس کے ساتھ بہت فکر بھی لاحق تھی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز انتہائی شفقت و محبت سے ہم سے مخاطب ہوئے۔ مثلاً ملاقات کے آخر پر پیارے حضور نے سیکرٹری ضیافت سے استفسار فرمایا کہ انہوں نے ملاقات کے بعد لجنہ کے کھانے کا کیا انتظام کیا ہوا ہے؟ اسی طرح اس بات کی بہت خوشی ہوئی جب حضور نے اپنے گھانا کے من پسند کھانوں کا ذکر فرمایا۔ الحمدللہ کہ یہ ملاقات روحانیت سے بھرپور، بیدار کرنے والی اور بہت بابرکت تھی۔

☆ سیکرٹری ناصرات نے لکھا کہ انہوں نے محسوس کیا کہ وہ روحانی طور پر بیدار ہوگئی ہیں۔

☆سیکرٹری صاحبہ تحریکِ جدید و وقفِ جدید نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا پیارے حضور سے رُو برو ملاقات ہو رہی ہو۔ یہ ان کی زندگی میں حضرت امیر المومنین سے ملاقات کا پہلا موقع تھا۔

☆سیکرٹری تبلیغ نے بتایا کہ حضور کا یہ کہنا کہ اُنہیں لجنہ گھانا سے بہت اُمیدیں ہیں۔ یہ بات انہیں تبلیغ کے میدان میں مزید محنت کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

تقریباً تمام عاملہ کی ممبرات نے لکھا کہ سب سے متاثر کن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا کی یہ نصیحت تھی کہ تمام ممبرات روزانہ پنجوقتہ نماز ادا کرنے والی ہوں، مثالی مسلمہ ہوں، بچوں کی اچھی پرورش کرنے والی ہوں تا وہ نیک بنیں۔

الحمدللہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے لجنہ اماء اللہ گھانا کی یہ ملاقات انتہائی بابرکت رہی، روحانی بیداری کا موجب بنی۔

(رپورٹ: فہیم احمد خادم، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل گھانا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 2/فروری 2021)

ایک احمدی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا فرد ہونے کا اور آپ کی بیعت میں آنے کا دعویٰ کرتا ہے تو اس سوچ کے ساتھ کہ اب مَیں اپنی حالت کو بہتر کرنے کی کوشش کروں گا، یہ سوچ ہے جو ایک احمدی کو حقیقی احمدی بنانے والی ہے اور ہونی چاہئے، اگر یہ نہیں تو احمدی ہونے کا دعویٰ بے معنی ہے

ہر احمدی کو پتہ ہونا چاہئے کہ وہ کیوں احمدی ہے اور اس کا عہدِ بیعت کیا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک احمدی کو کس طرح دیکھنا چاہتے ہیں؟ اس کیلئے آپ کی نصائح میں سے چند نصائح مَیں نے لی ہیں جو اَب مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں، ہر ایک کو جائزہ لینا چاہئے کہ ہم کس حد تک ان نصائح پر، ان باتوں پر پورا اتر رہے ہیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے نہایت اہم نصائح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ مغربی کینیڈا کے موقع پر اختتامی خطاب فرمودہ 19 مئی 2013ء بمقام مسجد بیت الرحمن وینکوور، مغربی کینیڈا

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ- مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ- اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ- اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ- صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ-

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا۝ وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا۝ وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا۝ (الفرقان: 72-74)

ان آیات کا ترجمہ ہے: اور جو توبہ کرے اور نیک اعمال بجا لائے تو وہی ہے جو اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے رجوع کرتا ہے۔ اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب وہ لغویات کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزرتے ہیں۔ اور وہ لوگ کہ جب انہیں ان کے ربّ کی آیات یاد کروائی جاتی ہیں تو ان پر وہ بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

ایک احمدی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا فرد ہونے کا اور آپ کی بیعت میں آنے کا دعویٰ کرتا ہے تو اس سوچ کے ساتھ کہ اب مَیں اپنی حالت کو بہتر کرنے کی کوشش کروں گا۔ یہ سوچ ہے جو ایک احمدی کو حقیقی احمدی بنانے والی ہے اور ہونی چاہئے۔ اگر یہ نہیں تو احمدی ہونے کا دعویٰ بے معنی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد ہی بندے کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنا اور ایک حقیقی عبدِ رحمن بنانا تھا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا کرنے والا بنانا تھا۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ سوچ پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور سوچنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ سے تعلق میں ترقی کر رہے ہیں، اُس کے احکامات پر عمل کرنے کی اپنی تمام تر استعدادوں اور صلاحیتوں کے ساتھ کوشش کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر ہمارے لئے فکر کا مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جو مَیں نے تلاوت کی ہیں، عباد الرحمان کی بعض خصوصیات بیان کی ہیں۔

پہلی بات یہ بیان فرمائی کہ وہ توبہ کر کے اپنے گزشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی مانگنے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ اور اس عہد کو اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ، کوششوں کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی عہدِ بیعت ہے جو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر کیا ہے۔ وقتاً فوقتاً اس عہدِ بیعت کو دہرا کر ہم اس کا اعادہ بھی کرتے رہتے ہیں۔ اپنی مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ وقتاً فوقتاً وہ انبیاء کو بھیجتا رہا اور پھر آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل اور مکمل شریعت کے ساتھ بھیجا اور پھر اس زمانے میں آپ کے عاشقِ صادق، امام الزمان اور مہدیٔ دوران حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا تا کہ وہ انسانوں کو توبہ کے راستوں کی طرف توجہ دلائیں۔ پس ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے اس مقصد کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتباع میں قرآنِ کریم کی تعلیم کو لاگو کرنے کیلئے بھیجا تھا تا کہ دنیا کو توبہ کی راستوں کی طرف نشاندہی کر کے، گناہوں کی نشاندہی کر کے، نیکیوں کی طرف توجہ دلا کر، نیکیوں کے راستوں کی طرف نشاندہی کر کے اُن کا تعلق خدا تعالیٰ سے جوڑیں۔

جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ نے، جیسا کہ مَیں نے کہا، بعض باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے جس سے یہ عہد پورا کرنے میں مدد ملتی ہے۔

بہرحال ان باتوں کا مَیں مختصر ذکر کروں گا۔

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے توبہ اُس کو قرار دیا ہے جس کے ساتھ نیک اعمال ہوں۔ اگر صرف توبہ اور استغفار انسان کرتا رہے، جیسا عام طور پر لوگ باتیں کرتے ہوئے کرتے ہیں اور اُسکے ساتھ نیک اعمال نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل نہ ہو، خدا تعالیٰ نے اپنی رضا کے راستوں کی طرف جو نشاندہی کی ہے اُن پر چلنے کی توجہ نہ ہو تو وہ استغفار، استغفار نہیں ہے اور وہ توبہ، توبہ نہیں ہے۔

پھر نیک اعمال کی اگلی آیت میں بعض نشانیاں بتائی ہیں کہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ اپنی حالتوں کو درست کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہوئے جھکنے والے ہیں۔ جھوٹ کے قریب بھی نہیں جاتے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ سے دور کرتا ہے۔ ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو شرک کے برابر قرار دیا ہے۔ پس جو شرک کے قریب جا رہا ہو وہ عباد الرحمن نہیں بن سکتا۔

یہاں جو لفظ ''زُور'' استعمال ہوا ہے اسکے مختلف معنی اہلِ لغت نے لکھے ہیں اور ان معنوں کے مطابق ''لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ'' کہ وہ جھوٹ سے دور بھاگتے ہیں، اس کے جو مختلف معنی ہیں وہ یہ بنیں گے کہ توبہ کرنے والے بندے، اللہ تعالیٰ سے لو لگانے والے بندے نہ تو ایسی جگہوں پر جاتے ہیں جہاں جھوٹ کی مجلسیں ہوں، لغویات ہوں اور نہ خود جھوٹ بولتے ہیں۔ پھر ایسی مجلسوں سے بھی اجتناب کرتے ہیں جہاں خدا تعالیٰ کے علاوہ کسی اور چیز کو اہمیت دی جا رہی ہو۔ پھر توبہ کرنے والے اپنی سچی گواہیوں کے معیار بہت اونچے رکھتے ہیں۔ اپنی ہر بات میں سچائی اور قولِ سدید پر زور دینے والے ہیں۔ اور ایسے باوقار لوگ ہیں کہ لغو مجالس اور لغو باتوں سے جہاں اُنہیں اُن کے نیک اعمال اور توبہ محفوظ رکھتی ہے، وہاں دوسروں کو بھی اُن کے نیکی کے معیار کا پتہ لگتا ہے۔ یوں وہ اپنے ماحول میں بھی نیکیوں کا پرچار کرنے والے بن جاتے ہیں۔ سچائی کا ایسا معیار قائم ہوتا ہے کہ جو دوسروں کی توجہ کھینچنے والا ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں سے جو تیسری آیت ہے، اُس میں فرمایا کہ جب عباد الرحمن کو نصیحت کی جاتی ہے، اُن لوگوں کو نصیحت کی جاتی ہے جو یہ عہد کرتے ہیں کہ مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا، اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کروں گا تو وہ پوری توجہ دیتے ہیں۔ جب اُنہیں یاد دلایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکامات یہ ہیں اور انہیں اس طرح بجا لانا ہے تو وہ اُن سے لاپرواہی نہیں برتتے کیونکہ وہ دین کو اچھی طرح سمجھ بوجھ کر اختیار کرتے ہیں یا اختیار کرنے کے بعد اُس میں مزید ترقی کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کرنی چاہئے۔

ہر احمدی کو پتہ ہونا چاہئے کہ وہ کیوں احمدی ہے اور اس کا عہدِ بیعت کیا ہے؟ نئے آنے والے تو سمجھ بوجھ کر آتے ہیں۔ جو نئے شامل ہو رہے ہیں اُن میں سے اکثریت ایسی ہے جن کی اللہ تعالیٰ خود رہنمائی فرماتا رہا۔ خوابوں کے ذریعہ سے احمدی ہوئے، پھر اُسکے بعد انہوں نے لٹریچر پڑھا۔ لیکن پرانے احمدی، بعض پیدائشی احمدی بڑی عمر میں سے بھی اور نوجوانوں میں سے بھی ہیں کہ اُن کو دین کا اس طرح پورا علم نہیں ہے اور نہ وہ اس طرف توجہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس بات پر خوش نہ ہو جائیں کہ ہمارے باپ دادا احمدی تھے، بلکہ اس تعلیم کو جاننے کی کوشش کریں اور جانیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دینا چاہتے ہیں، جو قرآنِ کریم کی تفسیر ہے۔ اگر یہ توجہ نہیں تو پھر ایسے لوگوں کا شمار آنکھوں والوں اور سوجاکھوں میں نہیں ہوسکتا، توبہ کرنے والوں میں نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کرنے والوں میں نہیں ہوگا، دنیاوی لغویات سے بچنے والوں میں نہیں ہوگا۔ دین کی باتیں سننے کیلئے ایسے لوگوں کے کان بند ہو جاتے ہیں اور دینی آنکھ بھی اندھی ہو جاتی ہے اور اللہ نہ کرے کہ کسی احمدی کی دینی آنکھ کبھی اندھی ہو۔ گو دنیاوی کاموں کیلئے آنکھیں بھی کھلی ہوتی ہیں اور کان بھی کھلے ہیں لیکن اُن نصائح پر عمل نہ کر کے جو خدا اور اُسکے رسول اور اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق نے ہمیں بتائے ہیں، ایسے لوگ پھر اندھے بھی ہیں اور بہرے بھی ہیں۔ مسلمان کہلانے والی بہت ساری تعداد آپ کی بیعت میں نہ آ کر باوجود مسلمان ہونے کے حقیقی مسلمان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے جوڑ کر اندھوں اور بہروں کی اُس صف سے نکال دیا ہے جو باوجود مسلمان کہلانے کے اللہ تعالیٰ کی آیات پر عمل نہیں کر رہے، اُسکے احکامات پر عمل نہیں کر رہے۔ اُسکے نشانات دیکھ کر پھر اس زمانے میں دنیا کی اصلاح کیلئے بھیجے گئے اُس کے مہدی اور مسیح موعود کی آواز پر کان نہیں دھر رہے۔ لیکن ہماری

خوش قسمتی کی حقیقت اُس وقت ظاہر ہوگی جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہشات پر چلنے والے ہوں گے، جب ہم اپنے آپ کو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی مثال بنانے والے ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک احمدی کو کس طرح دیکھنا چاہتے ہیں؟ اس کیلئے آپ کی نصائح میں سے چند نصائح مَیں نے لی ہیں جو آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ہر ایک کو جائزہ لینا چاہئے کہ ہم کس حد تک ان نصائح پر، ان باتوں پر پورا اتر رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

”آدمی کو بیعت کر کے صرف یہی نہ ماننا چاہئے کہ یہ سلسلہ حق ہے اور اتنا ماننے سے اسے برکت ہوتی ہے.....صرف ماننے سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا جب تک عمل اچھے نہ ہوں۔ کوشش کرو کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو تو نیک بنو۔ متقی بنو۔ ہر ایک بدی سے بچو۔ یہ وقت دعاؤں سے گزارو۔ رات اور دن تضرع میں لگے رہو۔ جب ابتلا کا وقت ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ کا غضب بھی بھڑکا ہوا ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں دعا، تضرع، صدقہ، خیرات کرو۔ زبانوں کو نرم رکھو۔ استغفار کو اپنا معمول بناؤ۔ نمازوں میں دعائیں کرو۔ مثل مشہور ہے کہ منّت کرتا ہوا کوئی نہیں مرتا۔ نرا ماننا انسان کے کام نہیں آتا۔ اگر انسان مان کر پھر اسے پس پشت ڈال دے تو اسے فائدہ نہیں ہوتا۔ پھر اس کے بعد یہ شکایت کرنی کہ بیعت سے فائدہ نہیں ہوا بے سُود ہے۔ خدا تعالیٰ صرف قول سے راضی نہیں ہوتا۔“ (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 576، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ نے فرمایا کہ ”قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عملِ صالح بھی رکھا ہے۔ عملِ صالح اسے کہتے ہیں جس میں ایک ذرہ بھر فساد نہ ہو۔ یاد رکھو کہ انسان کے عمل پر ہمیشہ چور پڑا کرتے ہیں۔“ (یعنی چور اس تاک میں رہتے ہیں کہ انسان کے عمل چرائیں) ”وہ کیا ہیں؟“ (وہ چور جس کی آپ نے مثال دی) ”ریاکاری (کہ جب انسان دکھاوے کیلئے ایک عمل کرتا ہے) عُجب (کہ وہ عمل کر کے اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے)“ کوئی نیکی کر لی تو خوش ہو گیا کہ مَیں نے بہت نیکیاں کر لیں یا مَیں بہت نیک بن گیا ہوں۔ ”اور قسم قسم کی بدکاریاں اور گناہ جو اس سے صادر ہوتے ہیں۔ ان سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔“ فرمایا ”عمل صالح وہ ہے جس میں ظلم، عجب، ریا، تکبر اور حقوق انسانی کے تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو۔ جیسے آخرت میں انسان عمل صالح سے بچتا ہے ویسے ہی دنیا میں بھی بچتا ہے۔ اگر ایک آدمی بھی گھر بھر میں عمل صالح والا ہو تو سب گھر بچا رہتا ہے۔ سمجھ لو کہ جب تک تم میں عمل صالح نہ ہو صرف ماننا فائدہ نہیں کرتا۔ ایک طبیب نسخہ لکھ کر دیتا ہے تو اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ لے کر اُسے پیوے۔ اگر وہ ان دواؤں کو استعمال نہ کرے اور نسخہ لے کر رکھ چھوڑے تو اُسے کیا فائدہ ہوگا؟ اب اس وقت تم نے توبہ کی ہے۔ اب آئندہ خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس توبہ سے اپنے آپ کو تم نے کتنا صاف کیا۔ اب زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ تقویٰ کے ذریعہ سے فرق کرنا چاہتا ہے۔ بہت لوگ ہیں کہ خدا پر شکوہ کرتے ہیں اور اپنے نفس کو نہیں دیکھتے۔ انسان کے اپنے نفس کے ظلم ہی ہوتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔ بعض آدمی ایسے ہیں کہ ان کو گناہ کی خبر ہوتی ہے اور بعض ایسے کہ ان کو گناہ کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے استغفار کا التزام کرایا ہے کہ انسان ہر ایک گناہ کیلئے خواہ وہ ظاہر کا ہو، خواہ باطن کا ہو، اُسے علم ہو یا نہ ہو اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور کان اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے۔ آج کل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہئے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف:24) (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 576-577، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یہ تفصیل آپ نے بیان فرمائی کہ جسم کا ہر عضو جو ہے اُس سے گناہ ہوتا ہے۔ آنکھ کا گناہ بدنظری کرنا، غلط چیزیں دیکھنا ہے۔ غلط باتیں سننا کان کا گناہ ہے۔ زبان کا گناہ غلط باتیں کرنا ہے۔ غلط کاموں کی طرف جانا پاؤں کا گناہ ہے۔ اور انسان کا ہر عضو جو ہے وہ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور اس سے بچنا ایک مومن کا فرض ہے۔

فرمایا: ”یہ دعا اول ہی قبول ہو چکی ہے۔ غفلت سے زندگی بسر مت کرو۔ جو شخص غفلت سے زندگی نہیں گزارتا ہرگز امید نہیں کہ وہ کسی فوق الطاقت بلا میں مبتلا ہو۔ کوئی بلا بغیر اذن کے نہیں آتی۔ جیسے مجھے یہ دعا الہام ہوئی۔ رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ“ (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 576-577، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر بیعت کا مغز کیا ہے؟ اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

”اسی طرح جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اُس کو ٹٹولنا چاہئے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں یا مغز؟ جب تک مغز پیدا نہ ہو ایمان، محبت، اطاعت، بیعت، اعتقاد، مریدی اور اسلام کا مدعی سچا مدعی نہیں ہے۔“ (مغز جو ہے ہر چیز کا پیدا کرنا چاہئے۔ اُس کی بنیادی تعلیم کیا ہے۔ یہ جاننے کی ضرورت ہے) ”یاد رکھو کہ یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مغز کے سوا چھلکے کی کچھ بھی قیمت نہیں۔ خوب یاد رکھو کہ معلوم نہیں، موت کس وقت آ جاوے۔ لیکن یہ یقینی امر ہے کہ موت ضرور ہے۔ پس نرے دعویٰ پر ہرگز کفایت نہ کرو اور خوش نہ ہو جاؤ۔ وہ ہرگز فائدہ رساں چیز نہیں۔ جب تک انسان اپنے آپ پر بہت سی موتیں وارد نہ کرے اور بہت سی تبدیلیوں اور انقلابات میں سے ہو کر نہ نکلے، وہ انسانیت کے اصل مقصد کو نہیں پا سکتا۔“ (ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 416، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا: ”ابدال، قطب اور غوث وغیرہ جس قدر مراتب ہیں یہ کوئی نماز اور روزوں سے ہاتھ نہیں آتے۔ اگر ان سے یہ مل جاتے تو پھر یہ عبادات تو سب انسان بجا لاتے ہیں۔ سب کے سب ہی کیوں نہ ابدال اور قطب بن گئے۔ جب تک انسان صدق و صفا کے ساتھ خدا تعالیٰ کا بندہ نہ ہوگا تب تک کوئی درجہ ملنا مشکل ہے۔ جب ابراہیم کی نسبت خدا تعالیٰ نے شہادت دی وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى (النجم:38) کہ ابراہیم وہ شخص ہے جس نے اپنی بات کو پورا کیا۔ تو اس طرح سے اپنے دل کو غیر سے پاک کرنا اور محبتِ الٰہی سے بھرنا، خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق چلنا اور جیسے ظِلّ اصل کا تابع ہوتا ہے“ (یعنی سایہ اصل کا تابع ہوتا ہے) ”ویسے ہی تابع ہونا کہ اس کی اور خدا کی مرضی ایک ہو کوئی فرق نہ ہو۔ یہ سب باتیں دُعا سے حاصل ہوتی ہیں۔ نماز اصل میں دعا کیلئے ہے کہ ہر ایک مقام پر دُعا کرے۔ لیکن جو شخص سویا ہوا نماز ادا کرتا ہے کہ اُسے اس کی خبر ہی نہیں ہوتی تو وہ اصل میں نماز نہیں۔ جیسے دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ پچاس پچاس سال نماز پڑھتے ہیں، لیکن اُن کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا حالانکہ نماز وہ شئے ہے کہ جس سے پانچ دن میں رُوحانیت حاصل ہو جاتی ہے۔ بعض نمازیوں پر خدا تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے جیسے فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ (الماعون:5) وَیل کے معنے لعنت کے بھی ہوتے ہیں۔ پس چاہئے کہ ادائیگی نماز میں انسان سُست نہ ہو اور نہ غافل ہو۔ ہماری جماعت اگر جماعت بننا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ ایک موت اختیار کرے۔ نفسانی امور اور نفسانی اغراض سے بچے اور اللہ تعالیٰ کو سب شئے پر مقدم رکھے۔ بہت سی ریاکاریوں اور بیہودہ باتوں سے انسان تباہ ہو جاتا ہے۔ پوچھا جاوے تو لوگ کہتے ہیں کہ برادری کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا۔ ایک حرام خور کہتا ہے کہ بغیر حرام خوری کے گزارہ نہیں ہو سکتا۔ جب ہر ایک حرام گزارہ کیلئے انہوں نے حلال کر لیا تو پوچھو کہ خدا کیا رہا؟“ (جب ہر چیز دنیاداری کیلئے ہی اختیار کرنی ہے تو پھر خدا کا خانہ کہاں گیا؟) ”اور تم نے خدا کے واسطے کیا کیا؟ ان سب باتوں کو چھوڑنا موت ہے جو بیعت کر کے اس موت کو اختیار نہیں کرتا تو پھر یہ شکایت نہ کرے کہ مجھے بیعت سے فائدہ نہیں ہوا۔ جب ایک انسان ایک طبیب کے پاس جاتا ہے تو جو پرہیز وہ بتلاتا ہے اگر اسے نہیں کرتا تو کب شفا پا سکتا ہے؟ لیکن اگر وہ کرے گا تو يَوْمًا فَيَوْمًا ترقی کرے گا۔ یہی اصول یہاں بھی ہے۔“ (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 458-457 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرماتے ہیں: ”جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر مَیں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجودِ واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جُڑ کر کھڑے ہونے کا حکم اسی لیے ہے کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی۔ اگر اختلاف ہو، اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کیلئے غائبانہ دُعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی ایسا ہو۔ کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے“۔ (انسان اپنے بھائی کیلئے غائب میں ایک دعا کر رہا ہے تو فرشتہ اُس کیلئے دعا کر رہا ہے) ”اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہی ہوتی ہے۔ مَیں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔

مَیں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کیلئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھی۔ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ (آل عمران:104) یاد رکھو! تالیف ایک اعجاز ہے۔“ (یعنی آپس میں محبت، پیار، خیال رکھنا جو ہے، یہ ایک اعجاز ہے) ”یاد رکھو! جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کیلئے پسند کرے، وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے۔ اس کا انجام اچھا نہیں.....“ (اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے بچائے)

پھر فرماتے ہیں ”یاد رکھو بغض کا جدا ہونا مہدی کی علامت ہے اور کیا وہ علامت پوری نہ ہوگی۔ وہ ضرور ہوگی۔ تم کیوں صبر نہیں کرتے۔ جیسے طبّی مسئلہ ہے کہ جب تک بعض امراض میں قلع قمع نہ کیا جاوے، مرض دفع نہیں ہوتا۔ میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہوگی۔ باہمی عداوت کا سبب کیا ہے؟ بخل ہے، رعونت ہے، خود پسندی ہے اور جذبات ہیں.....“ فرمایا: ”ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے۔ اُس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔ خشک ٹہنی دوسری سبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر وہ اُس کو سرسبز نہیں کر سکتا بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو، میرے ساتھ وہ نہ رہے گا جو اپنا علاج نہ کرے گا۔“ (ملفوظات، جلد اول، صفحہ 336، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں: ”کیا اطاعت ایک سہل امر ہے۔ جو شخص پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا وہ اس سلسلہ کو بدنام کرتا ہے۔ حکم ایک نہیں ہوتا بلکہ حکم تو بہت ہیں۔ جس طرح بہشت کے کئی دروازے ہیں کہ کوئی کسی سے داخل ہوتا ہے اور کوئی کسی سے داخل ہوتا ہے اسی طرح دوزخ کے کئی دروازے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم ایک دروازہ تو دوزخ کا بند کرو اور دوسرا کھلا رکھو۔“ (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 411، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرمایا: ”خدا تعالیٰ کا شدید عذاب آنے والا ہے اور وہ خبیث اور طیب میں ایک امتیاز کرنے والا

ہے۔ وہ تمہیں فرقان عطا کرے گا جب دیکھے گا کہ تمہارے دلوں میں کسی قسم کا فرق باقی نہیں رہا۔ اگر کوئی بیعت میں تو اقرار کرتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا مگر عمل سے وہ اس کی سچائی اور وفاءِ عہد ظاہر نہیں کرتا تو خدا کو اس کی کیا پرواہ ہے۔ اگر اس طرح پر ایک نہیں سو بھی مرجائیں تو ہم یہی کہیں گے کہ اُس نے اپنے اندر تبدیلی نہیں کی اور وہ سچائی اور معرفت کے نور سے جو تاریکی کو دور کرتا اور دل میں یقین اور لذت بخشتا ہے، دُور رہا اور اس لئے ہلاک ہوا۔‘‘ (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 408 حاشیہ، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ کی کیا حالت ہوگئی۔ ہر ایک حالت میں تبدیلی ہے۔ پس اس تبدیلی کو مدّنظر رکھو اور آخری وقت کو ہمیشہ یاد رکھو۔ آنے والی نسلیں آپ لوگوں کا منہ دیکھیں گی اور اسی نمونہ کو دیکھیں گی۔ اگر تم پورے طور پر اپنے آپ کو اس تعلیم کا عامل نہ بناؤ گے تو گویا آنے والی نسلوں کو تباہ کرو گے۔‘‘

فرمایا: ’’انسان کی فطرت میں نمونہ پرستی ہے۔ وہ نمونہ سے بہت جلد سبق لیتا ہے۔ ایک شرابی اگر کہے کہ شراب نہ پیو یا ایک زانی کہے کہ زنا نہ کرو۔ ایک چور دوسرے کو کہے کہ چوری نہ کرو تو ان کی نصیحتوں سے دوسرے کیا فائدہ اٹھائیں گے۔ بلکہ وہ تو کہیں گے کہ بڑا ہی خبیث ہے وہ جو خود کرتا ہے اور دوسروں کو اس سے منع کرتا ہے۔ جو لوگ خود ایک بدی میں مبتلا ہو کر اس کا وعظ کرتے ہیں وہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ دوسروں کو نصیحت کرنے والے اور خود عمل نہ کرنے والے بے ایمان ہوتے ہیں اور اپنے واقعات کو چھوڑ جاتے ہیں۔ ایسے واعظوں سے دنیا کو بہت بڑا نقصان پہنچتا ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 518، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا: ’’صدیقی فطرت حاصل کرنی چاہئے۔ انہوں نے کونسا نشان مانگا تھا۔ شام سے مکّہ کو آ رہے تھے۔ راستہ ہی میں خبر ملی۔ وہیں یقین لے آئے۔ اس کی وجہ وہ معرفت تھی جو آپ کی تھی۔ معرفت بڑی عمدہ چیز ہے۔ جب انسان کسی کے حالات اور چال چلن سے پورا واقف ہو تو اس کو زیادہ تکلیف نہیں ہوتی۔ ایسے لوگوں کو معجزہ اور نشان کی کوئی حاجت ہی نہیں ہوتی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ کے حالات سے پورے واقف تھے۔ اس لئے سنتے ہی یقین کر لیا۔‘‘

فرمایا: ’’ہمیں جس بات پر مامور کیا ہے۔ وہ یہی ہے کہ تقویٰ کا میدان خالی پڑا ہے تقویٰ ہونا چاہئے، نہ یہ کہ تلوار اٹھاؤ۔ یہ حرام ہے۔ اگر تم تقویٰ کرنے والے ہو گے تو ساری دنیا تمہارے ساتھ ہوگی۔ پس تقویٰ پیدا کرو۔ جو لوگ شراب پیتے ہیں یا جن کے مذہب کے شعائر میں شراب جزو اعظم ہے ان کو تقویٰ سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا۔ وہ لوگ نیکی سے جنگ کر رہے ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو ایسی خوش قسمت دے‘‘ (خوش قسمتی دے) ’’اور انہیں توفیق دے کہ وہ بدیوں سے جنگ کرنے والے ہوں اور تقویٰ اور طہارت کے میدان میں ترقی کریں۔ یہی بڑی کامیابی ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی چیز مؤثر نہیں ہوسکتی۔ اِس وقت کُل دنیا کے مذاہب کو دیکھ لو کہ اصل غرض تقویٰ مفقود ہے اور دنیا کی وجاہتوں کو خدا بنایا گیا ہے۔ حقیقی خدا چھپ گیا ہے اور سچے خدا کی ہتک کی جاتی ہے۔ مگر اب خدا چاہتا ہے کہ وہ آپ ہی مانا جاوے اور دنیا کو اس کی معرفت ہو۔ جو لوگ دنیا کو خدا سمجھتے ہیں وہ متوکّل نہیں ہوسکتے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 644-645، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرماتے ہیں کہ ’’فرمایا اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار اور اُحَافِظُكَ خَاصَّةً مگر ہماری جماعت کو لازم ہے کہ وہ نرے دعویٰ پر ہی نہ رہے اُسکا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو درست کرے اور اپنی اصلاح کرے۔ جو اپنی اصلاح نہیں کرتا اور تقویٰ اور طہارت اختیار نہیں کرتا وہ گویا اس سلسلہ کا دشمن ہے جو اس کو بدنام کرنا چاہتا ہے اور یہ سلسلہ خود خدا تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔ اس لئے اپنے عمل سے وہ گویا خدا تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس کی کیا پروا کرے گا۔ اُسے تو اپنے سلسلہ کی عظمت منظور ہے۔ وہ ایسے لوگوں سے جو اُس کیلئے دشمنی کا کام کریں سلسلہ کو صاف کر دے گا۔‘‘ (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 407 حاشیہ، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرماتے ہیں: ’’میری نصیحت اس وقت جماعت کو یہ ہے کہ یہ دن بڑے سخت اور ہولناک ہیں۔ اس لئے جہاں تک ہوسکے اپنے دلوں کو اور آنکھوں کو بُرے جذبات سے روکیں اور اپنے اعمال اور چال چلن میں خاص تبدیلی پیدا کریں۔ یہ وقت خاص تبدیلی کا ہے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگنے کا ہے۔ پس اس وقت خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرو......‘‘

فرمایا ’’خداشناسی کے مسئلہ پر اس وقت ہزاروں قسم کے حجاب اور گرد و غبار پڑے ہیں۔‘‘ (یعنی خدا کو پہچاننے کے مسئلے پر ہزاروں قسم کے پردے پڑے ہیں) ’’اور وہ یقین جو لذت بخش نتائج اپنے ساتھ رکھتا ہے وہ نہیں رہا۔ اور وہ سرور جو دنیا کے تعلقات میں پیدا ہونے والے رنج و غم کو دور کرتا ہے اس وقت نہیں۔ بلکہ یہ حالت ہو رہی ہے کہ اکسیر مل جاوے تو مل جاوے لیکن ایسے آدمی اس زمانہ میں ملنے مشکل ہیں جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایسا یقین رکھتے ہوں جس نے ان کی ساری قوتوں اور جذبات پر ایسا اثر کیا ہو اور ایسی معرفت عطا کی ہو جس سے ان کے گناہ کی زندگی پر موت وارد ہوچکی ہو۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ ایسے دلوں کا ملنا بہت مشکل ہے جو ایمان اور اس کے لذت بخش نتائج کی معرفت سے بھرے ہوئے ہوں۔‘‘ (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 430، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرمایا: ’’ہماری جماعت کیلئے ضروری ہے کہ اس پُرآشوب زمانہ میں جبکہ ہر طرف ضلالت، غفلت اور گمراہی کی ہوا چل رہی ہے تقویٰ اختیار کریں۔ دنیا کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی عظمت نہیں ہے۔ حقوق اور وصایا کی پروا نہیں ہے۔‘‘ (یعنی کس طرح دوسروں کے حق ادا کرنے ہیں، جو وصیتیں کی ہیں وہ کس طرح پوری کرنی ہیں، اُس کی کوئی پرواہ نہیں ہے) ’’دنیا اور اسکے کاموں میں حد سے زیادہ انہاک ہے۔ ذرا سا نقصان دنیا کا ہوتا دیکھ کر دین کے حصہ کو ترک کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کر دیتے ہیں۔ جیسے کہ یہ سب باتیں مقدمہ بازیوں اور شرکاء کے ساتھ تقسیم حصہ میں دیکھی جاتی ہیں۔ لالچ کی نیت سے ایک دوسرے سے پیش آتے ہیں۔ نفسانی جذبات کے مقابلہ میں بہت کمزور واقع ہوئے ہیں۔ اس وقت تک کہ خدا نے ان کو کمزور کر رکھا ہے گناہ کی جرأت نہیں کرتے مگر جب ذرا کمزوری رفع ہوئی اور گناہ کا موقع ملا تو جھٹ اسکے مرتکب ہوتے ہیں۔‘‘ (گناہ سے بچنا یا کوئی غلط کام کرنے سے بچنا صرف اس لئے نہیں ہے کہ خدا کا خوف ہے بلکہ کمزوری ہے، جب کمزوری دور ہوتی ہے تو بعض دفعہ فوراً زیادتی کرنے پر تُل جاتے ہیں) فرمایا ’’آج اس زمانہ میں ہر ایک جگہ تلاش کر لو تو یہی پتہ ملے گا کہ گویا سچا تقویٰ اٹھ گیا ہوا ہے اور سچا ایمان بالکل نہیں ہے۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کو منظور ہے کہ ان کے سچے تقویٰ اور ایمان کا تخم ہرگز ضائع نہ کرے۔ جب دیکھتا ہے کہ اب فصل بالکل تباہ ہونے پر آتی ہے تو اور فصل پیدا کر دیتا ہے۔ وہی تازہ بتازہ قرآن موجود ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کہا تھا۔ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر: 10) بہت سا حصہ احادیث کا بھی موجود ہے اور برکات بھی ہیں مگر دلوں میں ایمان اور عملی حالت بالکل نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اسی لئے مبعوث کیا ہے کہ یہ باتیں پھر پیدا ہوں۔ خدا نے جب دیکھا کہ میدان خالی ہے تو اسکی اُلوہیت کے تقاضا نے ہرگز پسند نہ کیا کہ یہ میدان خالی رہے اور لوگ ایسے ہی دُور رہیں۔ اس لئے اب ان کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ ایک نئی قوم زندوں کی پیدا کرنا چاہتا ہے اور اسی لئے ہماری تبلیغ ہے کہ تقویٰ کی زندگی حاصل ہوجاوے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 676-677، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم پر ڈالی ہے۔

فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ متقی کو پیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو۔‘‘ (ڈرتے رہو، خوفزدہ رہو) ’’اور یاد رکھو کہ سب اللہ کے بندے ہیں۔ کسی پر ظلم نہ کرو۔ نہ تیزی کرو۔ نہ کسی کو حقارت سے دیکھو۔ جماعت میں اگر ایک آدمی گندہ ہے، تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے۔ اگر حرارت کی طرف تمہاری طبیعت کا میلان ہو تو پھر اپنے دل کو ٹٹولو کہ یہ حرارت کس چشمہ سے نکلی ہے۔ یہ مقام بہت نازک ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد اول، صفحہ 6، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر بعض باتیں ہیں جو عورتوں کے بارے میں نصیحت کرتے ہوئے آپ مردوں کو فرماتے ہیں کہ ’’فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں......ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے اور درحقیقت یہ ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکر یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔‘‘ (ملفوظات، جلد اول، صفحہ 307، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اگر یہ نصیحت سامنے رکھیں تو بہت سارے مسائل جو آجکل رشتوں میں لڑائیوں میں پیدا ہو رہے ہیں اور گھروں میں لڑائیاں ہو رہی ہیں، رشتے ٹوٹ رہے ہیں وہ حل ہوجائیں۔

بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ دعائیں کس طرح کی جائیں؟ بچوں کے بارے میں نصیحت کرتے ہوئے کہ بچوں کیلئے دعا کرنی چاہئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بارے میں فرمایا کہ میں کس طرح دعا کرتا ہوں۔

فرمایا: ’’مَیں اِلتزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔

اوّل: اپنے نفس کیلئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اُس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔

دوم: پھر اپنے گھر کے لوگوں کیلئے دعا مانگتا ہوں کہ اُن سے قُرَّۃُ عَیۡن عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر احمدی اپنے آپ کو
تقویٰ میں بڑھانے کیلئے جدوجہد کرے

(پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ سکینڈے نیویا 2018)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اپنے نیک نمونے کے ذریعہ
لوگوں کے دلوں کو اسلام احمدیت کیلئے جیتنے کی کوشش کریں

(پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ سکینڈے نیویا 2018)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

مرضیّات کی راہ پر چلیں۔

سوم: پھر اپنے بچوں کیلئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔

چہارم: پھر اپنے مخلص دوستوں کیلئے نام بنام‘‘ دعا کرتا ہوں۔

’’پنجم: اور پھر اُن سب کیلئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں خواہ ہم اُنہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔‘‘ اُن سب کیلئے دعا کرتا ہوں۔ (ملفوظات، جلد اول، صفحہ 309، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ بھی دعا کا طریق ہے جو احمدیوں کو سامنے رکھنا چاہئے اور اسی طریق سے پھر جیسا کہ پہلے فرمایا، جیسا کہ حدیث میں بھی آیا ہے کہ جب انسان دوسروں کیلئے دعا کر رہا ہو تو پھر فرشتے بھی اُس کیلئے دعا کرتے ہیں۔

عورتوں کے بارے میں مَردوں کو آپ نے جو نصیحت فرمائی ہے، وہ مَیں نے پڑھی۔ دوسرے آپ نے فرمایا کہ ’’ہماری جماعت کیلئے ضروری ہے کہ اپنی پرہیزگاری کیلئے عورتوں کو پرہیزگاری سکھاویں ورنہ وہ گنہگار ہوں گے۔ اور جبکہ اس کی عورت سامنے ہو کر بتلا سکتی ہے کہ تجھ میں فلاں فلاں عیب ہیں تو پھر عورت خدا سے کیا ڈرے گی......‘‘ (کہ جب اپنے میں عیب ہیں تو عورت کو کیا نصیحت کرو گے۔ جب عورت سامنے کھڑی ہوگی اور تمہیں بتائے گی کہ تمہارے فلاں فلاں عیب ہیں اور تمہارے عیبوں کی وجہ سے تمہارا جو تعلق خدا سے ہے وہ تو ہے نہیں تو مجھے کس بِنا پر کہہ رہے ہو کہ مَیں خدا سے تعلق پیدا کروں۔) فرمایا کہ ’’اولاد کا طیب ہونا تو طیّبات کا سلسلہ چاہتا ہے۔‘‘ (اگر یہ چاہتے ہو کہ اولاد پاک ہو تو پھر مسلسل اپنی حالتوں کا بھی جائزہ لو کہ وہ پاک ہیں کہ نہیں) فرمایا ’’اگر یہ نہ ہو تو پھر اولاد خراب ہوتی ہے۔ اس لیے چاہئے کہ سب توبہ کریں اور عورتوں کو اپنا اچھا نمونہ دکھلاویں۔‘‘ (کیونکہ عورت نے ہی اولاد کی تربیت کرنی ہے تو یہ نمونہ دکھائیں) (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 163-164، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں تو بعض دفعہ مَیں نے دیکھا ہے کہ عورتیں مَردوں سے زیادہ نیکی پر قائم رہنے والی اور نمونے دکھانے والی ہیں اور فکر کرنے والی ہیں۔ لیکن بہرحال ذمہ واری مردوں کی ہے۔ لیکن یہ بھی ہو جاتا ہے کہ بعض دفعہ عورتیں مَردوں کے زیرِ اثر آ جاتی ہیں۔ مثلاً اکثر مجھے پردہ کے بارے میں شکایات آتی رہتی ہیں کہ ان ملکوں میں آ کر مرد ہیں جن کو شرم آتی ہے کہ عورت حجاب لے یا اپنے آپ کو ڈھانکے، بازار میں اُن کے ساتھ نہ پھرے۔ بلکہ بعضوں نے تو پاکستان سے بعض نئی آنے والیوں کو یا اپنی ماؤں بہنوں کو یہ بھی کہا ہوا ہے کہ یہاں پردہ کرنا بڑا جرم ہے۔ اور اگر تم نے پردہ کیا یا چادر اوڑھی، یا سکارف لیا یا حجاب پہنا تو تمہیں پولیس پکڑ کر لے جائے گی۔ اور اسی لئے بعض عورتوں نے خود بتایا کہ انہوں نے اپنے نقاب اتار دیئے۔ یہ کہاں تک سچ ہے، یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے۔ لیکن بہرحال بعض ایسے لوگ ہیں جن کا مجھے علم بھی ہے۔ ایک دو کیسز ایسے بھی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں۔ لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔ فرمایا: ’’اسلام نے جو یہ حکم دیا ہے کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پردہ کرے اس سے غرض یہ ہے کہ نفسِ انسان پھسلنے اور ٹھوکر کھانے کی حد سے بچا رہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 4، صفحہ 106، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں: ’’آجکل پردے پر حملے کئے جاتے ہیں۔‘‘ (اور آجکل اس زمانے میں تو بہت زیادہ ہیں اور یورپ میں تو یہ بہت زیادہ ہے بلکہ ان حملوں کا ہی اثر ہے کہ جو غیر از جماعت دوسرے مسلمان ہیں، چاہے انہوں نے بلاؤز اور ٹائٹ جِین پہنی ہو، اس ردّ عمل کے طور پر انہوں نے حجاب اور سکارف لینا شروع کر دیا ہے، گو کہ وہ پردہ نہیں ہے اور اس کی بھی بعض حکومتیں بعض جگہ اجازت نہیں دیتیں اور اس کے خلاف ہیں، لیکن انہوں نے ایک ردّ عمل دکھایا تو احمدی عورتیں کیوں یہ ردّ عمل نہیں دکھا سکتیں اور احمدی مرد کو اس میں کیا جھجک اور شرماہٹ ہے کہ اُس کی عورت پردہ کرے۔

فرماتے ہیں: ’’آجکل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں۔‘‘ (یعنی قید خانہ نہیں ہے) ’’بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہوگا، ٹھوکر سے بچیں گے۔ ایک مُنصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد و عورت اکٹھے بلا تامّل اور بے محابا مل سکیں، سیریں کریں، کیونکر جذبات نفس سے اضطراراً ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو، کوئی عیب نہیں سمجھتیں۔ یہ گویا تہذیب ہے۔ انہی بدنتائج کو روکنے کیلئے شارعِ اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی۔‘‘ (یہ تہذیب ہو گی لیکن اسلام نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت نہیں دی) ’’جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقعہ پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مَرد و عورت ہر دو جمع ہوں، تیسرا اُن میں شیطان ہوتا ہے۔ ان ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے۔ بعض جگہ بالکل قابل شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جا رہی ہے۔ یہ انہیں تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو۔ لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں، تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہو گی۔ اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد و عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس کے باعث یورپ نے آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خودکشیاں دیکھیں۔ بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کیلئے دی گئی۔‘‘ (ملفوظات، جلد اول، صفحہ 21-22، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پردہ کے بارے میں یہاں، جیسا کہ میں نے کہا، بعض مرد بھی اتروا دیتے ہیں، نوجوانوں کے بارے میں بھی یہ شکایتیں آتی ہیں۔ بعض عورتیں ایسی ہیں جو دوسری عورتوں کو کہتی ہیں کہ یہاں پردہ نہیں کرنا اور یہاں جب مجھے ملنے آتی ہیں تو اُس وقت مجھے پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ برقعہ جو ہے، یہ آج کئی سالوں کے بعد نکلا ہے، یا نقاب جو ہے یہ پہننے کی عادت نہیں ہے، یہ آج پہنا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ منافقت ہے۔ جو پردہ حجاب کا، چادر کا، سکارف کا ہے اگر وہ لیا جاتا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کم از کم پردہ بتایا ہے وہ لیں۔ سر کو ڈھانکیں، بالوں کو ڈھانکیں، اپنے جسم کو ڈھانکیں جو قرآنِ کریم نے کہا ہے، اوڑھنیوں کو اس طرح پھیرو کہ جسم کا پردہ ہو۔ پس اس طرف عورتوں کو بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے اور مَردوں کو بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بجائے اس کے کہ مرد شرمائیں۔ خاص طور پر مَیں نوجوانوں کو کہہ رہا ہوں۔ اور بعض ایسی عورتیں ہیں جن کے پردے، برقعے پرانے ہو چکے ہیں۔ بلکہ اُن کو پہننے سے ہی زیادہ بے پردگی ہوتی ہے تو وہ اپنے لباس ایسے بنائیں جو باپردہ ہوں۔ سر کو ڈھانکیں، بالوں کو ڈھانکیں، چہرے کو ایک حد تک ڈھانکیں۔ اگر میک اَپ کیا ہوا ہے تو چہرے کو ڈھانکنا چاہئے۔ اگر میک اَپ نہیں ہے تو کم از کم پردہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا ہے کہ ماتھا ڈھکا ہو اور ٹھوڑی ڈھکی ہو۔ اس پر بہرحال اس پر بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ یہی چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں جو پھر آگے آزادیوں میں بڑھاتی ہیں۔ اور بہت سارے معاملات میرے علم میں ہیں، اسی وجہ سے پھر گھروں کے رشتے بھی خراب ہوئے ہیں۔ پردہ اگر کرنا ہے تو مجھے دکھانے کیلئے نہیں کرنا۔ پردہ کرنا ہے تو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کیلئے کرنا ہے کہ جب نصیحت کی جائے تو اُس پر عمل کرو۔ اندھوں اور بہروں کی طرح اُس پر گزر نہ جاؤ۔ عہدِ بیعت میں ہم کہتے ہیں کہ جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اُسکی پابندی کروں گا۔ تو ہر وہ فیصلہ معروف ہے جو قرآن اور شریعت کا حکم ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اُس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے۔ پھر جب دیکھے کہ اس کا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ موردِ غضب الٰہی ہوگا۔ جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا۔ بلکہ خدا کا غضب مشتعل ہوگا۔ پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں، اسی لئے کہ تخم ریزی کی جاوے جس سے وہ پھلدار درخت ہو جاوے۔ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اسکا اندرونہ کیسا ہے؟ اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے؟ اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے اور زبانی دعوے کرتی ہے، وہ غنی ہے، وہ پروا نہیں کرتا۔ بدر کی فتح کی پیشگوئی ہو چکی تھی۔ ہر طرح فتح کی امید تھی، لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رو رو کر دعا مانگتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ جب ہر طرح فتح کا وعدہ ہے تو پھر ضرورتِ الحاح کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ذات غنی ہے۔ یعنی ممکن ہے کہ وعدۂ الٰہی میں کوئی مخفی شرائط ہوں۔‘‘ (ملفوظات، جلد اول، صفحہ 8، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’ہماری جماعت کیلئے اسی بات کی ضرورت ہے کہ ان کا ایمان بڑھے۔ خدا تعالیٰ پر سچا یقین اور معرفت پیدا ہو۔ نیک اعمال میں سستی اور کسل نہ ہو۔ کیونکہ اگر سستی ہو تو پھر وضو کرنا بھی ایک مصیبت معلوم ہوتا ہے چہ جائیکہ وہ تہجد پڑھے۔ اگر اعمال صالحہ کی قوت پیدا نہ ہو اور مسابقت علی الخیرات کیلئے جوش نہ ہو تو پھر ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔ ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے۔ لیکن جو محض نام رکھا کر تعلیم کے موافق عمل نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یہی آئینہ خالق نما ہے ✿ یہی اک جوہر سیف دعا ہے

ہر اک نیکی کی جڑھ یہ اتّقا ہے ✿ اگر یہ جڑھ رہی سب کچھ رہا ہے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ ✿ مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ

سنو! ہے حاصل اسلام تقویٰ ✿ خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

کرتا وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے اور کوئی آدمی جو دراصل جماعت میں نہیں ہے محض نام لکھانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا۔ اس پر کوئی نہ کوئی وقت ایسا آجائے گا کہ وہ الگ ہو جائے گا۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کرو جو دی جاتی ہے۔ اعمال پَروں کی طرح ہیں۔ بغیر اعمال کے انسان روحانی مدارج کیلئے پرواز نہیں کرسکتا۔ اور ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل نہیں کرسکتا جو ان کے نیچے اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں۔ پرندوں میں فہم ہوتا ہے۔ اگر وہ اس فہم سے کام نہ لیں تو جو کام ان سے ہوتے ہیں نہ ہو سکیں۔ مثلاً شہد کی مکھی میں اگر فہم نہ ہو تو وہ شہد نہیں نکال سکتی اور اسی طرح نامہ بر کبوتر جو ہوتے ہیں۔‘‘ (جو کبوتر پیغام رسانی کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں) ’’اُن کو اپنے فہم سے کس قدر کام لینا پڑتا ہے۔ کس قدر دُور دراز کی منزلیں وہ طے کرتے ہیں اور خطوط کو پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح پر پرندوں سے عجیب عجیب کام لئے جاتے ہیں۔ پس پہلے ضروری ہے کہ آدمی اپنے فہم سے کام لے اور سوچے کہ جو کام مَیں کرنے لگا ہوں یہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے نیچے اور اس کی رضا کیلئے ہے یا نہیں۔ جب یہ دیکھ لے اور فہم سے کام لے تو پھر ہاتھوں سے کام لینا ضروری ہوتا ہے۔ سستی اور غفلت نہ کرے۔ ہاں یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ تعلیم صحیح ہو۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تعلیم صحیح ہوتی ہے لیکن انسان اپنی نادانی اور جہالت سے یا کسی دوسرے کی شرارت اور غلط بیانی کی وجہ سے دھوکا میں پڑ جاتا ہے۔ اس لئے خالی الذہن ہو کر تحقیق کرنی چاہئے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 710-711، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’الہام میں جو یہ آیا ہے اِلَّا الَّذِیۡنَ عَلَوۡا بِاِسۡتِکۡبَار۔ یہ بڑا مُنذر اور ڈرانے والا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ بار بار کشتی نوح کو پڑھو اور قرآنِ شریف کو پڑھو اور اُسکے موافق عمل کرو۔ کسی کو کیا معلوم ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔ تم نے اپنی قوم کی طرف سے جو لعنت ملامت لینی تھی لے چکے۔‘‘ احمدیوں کو احمدی ہونے کی وجہ سے جو لعنت ملامت ملتی ہے، فرمایا وہ تو تم لے چکے۔ ’’لیکن اگر اس لعنت کو لے کر خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی تمہارا معاملہ صاف نہ ہوا اور اُسکی رحمت اور فضل کے نیچے نہ آؤ تو پھر کس قدر مصیبت اور مشکل ہے۔ اخباروں والے کس قدر شور مچاتے ہیں اور ہماری مخالفت میں ہر پہلو سے زور لگاتے ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کے کام بابرکت ہوتے ہیں۔‘‘ فرمایا ’’ہاں یہ ضروری ہے کہ اس برکت سے حصہ لینے کیلئے ہم اپنی اصلاح اور تبدیلی کریں۔ اس لئے تم اپنے ایمانوں اور اعمال کا محاسبہ کرو کہ کیا ایسی تبدیلی اور صفائی کر لی ہے کہ تمہارا دل خدا تعالیٰ کا عرش ہو جائے اور تم اُسکی حفاظت کے سایہ میں آجاؤ۔‘‘

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 407-408 حاشیہ، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم وہ معیاری احمدی بننے والے ہوں جن کی نصائح ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہیں، جو آپ ہمیں بنانا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ آنے والا ہر احمدی اپنے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا کرنے والا ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلسوں کا مقصد بھی تھا۔ اسکے بعد ہم دعا کریں گے۔ اب میرے ساتھ دعا کرلیں۔ (دعا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 30 اگست 2013)

......☆......☆......☆......

ولادت و درخواست دعا

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کو مورخہ 29 اگست 2021 کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام عارض احمد رکھا گیا ہے۔ نومولود مکرم عبدالغفور صاحب صدر جماعت احمدیہ شاہ پور صوبہ کرناٹک کا پوتا اور مکرم آفتاب یٰسین صاحب صدر جماعت کانپور صوبہ اتر پردیش کا نواسہ ہے۔ بچے کے نیک، صالح اور خادم دین ہونے کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو خلافت حقہ سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ظفر احمد طاہر، جماعت احمدیہ شاہپور، صوبہ کرناٹک)

TAHIRA ENTERPRISE
Manufacturer of Leather & Rexine Goods (Belts, Wallets, Ladies Bags,etc)
Prop. : Mashooque Alam, Kolkata (WEST BENGAL)
Mob : 9830464271, 967455863

IRS
INDIAN ROLLING SHUTTERS
WHOLESALE DEALER
SUPPLIERS OF ALL SPARES PARTS OF ROLLING SHUTTERS
Specialist in : GEAR & REMOTE SHUTTERS
Prop : HAMEED AHMAD GHOURI
Add : Beside Andhra Bank, Balapur X Road, Hyderabad (T.S)
Mobile : 09849297718

سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ برطانیہ 2021

اجتماع سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز اختتامی خطاب

سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ برطانیہ مورخہ 11 و 12 ستمبر 2021ء کو بیت الفتوح، لندن میں منعقد ہو کر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔

11 ستمبر بروز ہفتہ اجتماع کا پہلا روز

اجتماع کا آغاز صبح 10 بجے پرچم کشائی کی تقریب سے ہوا۔ مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے لوائے انصار اللہ بلند کیا جبکہ مکرم ڈاکٹر اعجاز الرحمٰن صاحب، صدر مجلس انصار اللہ برطانیہ نے برطانیہ کا جھنڈا لہرایا۔ اسکے بعد اجتماعی دعا ہوئی۔ بعدازاں افتتاحی اجلاس طاہر ہال مسجد بیت الفتوح میں منعقد ہوا جس کی صدارت مکرم امیر صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم داؤد احمد صاحب نے کی۔ جس کے بعد مکرم جمیل Mwanje صاحب نے تلاوت کی اور ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد تمام انصار نے مکرم صدر صاحب انصار اللہ کے ساتھ انصار اللہ کا عہد دہرایا۔ بعد ازاں مکرم مجاہد جاوید صاحب نے نظم پیش کی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ اس اجلاس کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا۔ اسکے ساتھ ہی انصار اللہ کے علمی و ورزشی مقابلہ جات کرائے گئے۔

علمی مقابلہ جات کے بعد تین پریزنٹیشنز پیش کی گئیں۔ پہلی پریزنٹیشن سائکلنگ اور اسکے فوائد کے بارہ میں تھی جو مکرم مرزا محمود احمد صاحب اور مکرم طارق نور صاحب نے پیش کی۔ بعدازاں مکرم عمران علی صاحب نے اپنی پریزنٹیشن میں وصیت لکھنے کا طریق اور اس کی اہمیت کے بارہ میں بتایا۔ آخر پر ڈاکٹر حماد خان صاحب اور ڈاکٹر محمود صاحب نے صحت مند و تندرست رہنے کے بارہ میں معلومات فراہم کیں۔ اجتماع کی تمام کارروائی لائیو سٹریم کے ذریعہ یوٹیوب پر بھی نشر کی گئی۔

اجتماع کے دوسرے اجلاس کا آغاز دوپہر اڑھائی بجے ہوا جس کی صدارت سر ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم معید حامد صاحب نے کی۔ مکرم مانسا صاحب نے ترجمہ پیش کیا نظم مکرم محمد آصف چغتائی صاحب نے پیش کی۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر ’مطالعہ کتب کی اہمیت‘ کے موضوع پر مکرم راجہ برہان احمد صاحب، قائد تعلیم مجلس انصار اللہ نے اردو زبان میں کی۔ اس کے بعد مکرم آصف محمود باسط صاحب، ڈائریکٹر پروگرامنگ ایم ٹی اے انٹرنیشنل نے انگریزی زبان میں تقریر کی جس کا موضوع تھا کہ ’ہم اپنی اولاد کو سوشل میڈیا کے بداثرات سے کیسے بچا سکتے ہیں‘۔ اس اجلاس کی آخری تقریر ’نظام وصیت کی اہمیت‘ کے موضوع پر مکرم فضل الرحمٰن ناصر صاحب، قائد تربیت مجلس انصار اللہ نے بزبانِ اردو کی۔

مختصر وقفہ کے بعد پہلے روز کے تیسرے اجلاس کا انعقاد مکرم صدر مجلس انصار اللہ برطانیہ کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت مکرم عبد السمیع عابد صاحب نے کی۔ مکرم ذکریا چودھری صاحب نے ترجمہ پیش کیا۔ مکرم صدر صاحب نے مختصر خطاب کیا جس کے بعد chairty walk for peace کے متعلق ایک پروگرام پیش کیا گیا۔ اس پروگرام کی میزبانی مکرم خلیل یوسف صاحب نے کی جبکہ مکرم ظہیر احمد جتوئی صاحب (چیرمین چیرٹی واک)، مکرم اظہر منان صاحب اور مکرم رفیع احمد بھٹی صاحب بطور مہمان خصوصی شامل ہوئے۔ بعدازاں علمی و ورزشی مقابلہ جات میں دوم اور سوم آنے والے انصار میں انعامات تقسیم کیے گئے۔ ریفریشمنٹ کے وقفہ کے بعد ’شعر و ادب‘ کی ایک مجلس منعقد ہوئی۔

12 ستمبر بروز اتوار اجتماع کا دوسرا روز

صبح ٹھیک 10 بجے مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ کی زیر صدارت اجلاس کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم چودھری ظفر اللہ احمدی صاحب نے کی۔ انگریزی ترجمہ مکرم عطاء القدوس صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم ندیم احمد صاحب نے نظم پیش کی۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم عطاء المجیب راشد صاحب، نائب امیر و مشنری انچارج برطانیہ نے ’تربیت اولاد اور انصار اللہ کی ذمہ داریاں‘ کے موضوع پر انگریزی زبان میں کی۔ بعد ازاں ’برکاتِ خلافت‘ کے موضوع پر مکرم اخلاق انجم صاحب، مربی سلسلہ ایڈیشنل وکالت تبشیر نے (بزبانِ اردو) تقریر کی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ برطانیہ نے انگریزی میں کی۔ بعد ازاں علمی و ورزشی مقابلہ جات میں اول پوزیشن حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کیے گئے۔

مختصر وقفہ کے بعد اس اجتماع کا پانچواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں ’مسرور آئی ہسپتال‘ کے متعلق پروگرام پیش کیا گیا جس کی میزبانی مکرم سید کلیم اللہ صادق صاحب نے کی۔ اس پروگرام میں مکرم صدر مجلس انصار اللہ برطانیہ، مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب اور ڈاکٹر عمران مسعود صاحب بطور مہمان شامل ہوئے۔

اختتامی اجلاس اور حضور انور کا بصیرت افروز خطاب

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اجتماع کی اختتامی تقریب میں شرکت کیلئے ایم.ٹی.اے سٹوڈیوز واقع اسلام آباد میں 3 بجکر 36 منٹ پر رونق افروز ہوئے۔ تلاوتِ قرآنِ کریم محترم حافظ طیب احمد صاحب استاد جامعہ احمدیہ یو.کے نے کی اور اس کا اردو ترجمہ بھی سنایا۔ بعدازاں حضور انور کی اقتدا میں تمام شاملین مجلس نے کھڑے ہو کر انصار اللہ کا عہد بزبانِ انگریزی دوہرایا۔ عہد کے بعد محترم عمر شریف صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام خوش الحانی پیش کیا۔ اسکے بعد محترم ڈاکٹر اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصار اللہ برطانیہ نے اجتماع کی رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ کے بعد مکرم محمد محمود خان صاحب قائد عمومی مجلس انصار اللہ برطانیہ نے دوران سال مقابلہ بین المجالس کے نتائج کا اعلان کیا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اختتامی خطاب فرمایا اور آخر پر دعا کروائی۔ یہ بصیرت افروز خطاب ایم.ٹی.اے کے مواصلاتی رابطوں کے توسط سے پوری دُنیا میں دیکھا اور سنا گیا۔ خطاب کے آخر پر حضور انور نے فرمایا اسلام آباد میں یہ نو تعمیر شدہ ایم.ٹی.اے اسٹوڈیو ہے جس جگہ سے میں خطاب کر رہا ہوں۔ اس خطاب کے ساتھ اس اسٹوڈیو کا بھی افتتاح ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور اس کے دوررس نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل لندن)

حضرت عمرؓ عہدیداروں کو یہ نصائح فرماتے کہ مسلمانوں کے حقوق ادا کرنا، ان کو زدوکوب نہیں کرنا کہ وہ ذلیل ہوں، سزائیں نہیں دینی بلکہ ان کے حق ادا کرنے کی کوشش کرنی ہے، جو شخص عامل مقرر ہوتا اس سے یہ عہد لیا جاتا کہ دروازے پر دربان مقرر نہیں کرے گا، ضرورت مندوں کیلئے ہمیشہ دروازے کھلے رکھے گا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 2/جولائی 2021 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال یمن کے ایک وفد نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں کیا درخواست کی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یمن کے وفد نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں شکایت کی کہ اسلام سے پہلے ہم کو مسیحیوں نے بلا کسی جنگ کے یونہی زور سے غلام بنا لیا تھا ورنہ ہم آزاد قبیلہ تھے۔ ہمیں اس غلامی سے آزاد کرایا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گو یہ اسلام سے پہلے کا واقعہ ہے مگر پھر بھی مَیں اس کی تحقیقات کروں گا۔ اگر تمہاری بات درست ثابت ہوئی تو تمہیں فوراً آزاد کرا دیا جائے گا۔

سوال یورپ نے اپنے مفاد کیلئے کب تک غلامی کا سلسلہ جاری رکھا؟

جواب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یورپ اپنی تجارتوں اور زراعتوں کے فروغ کیلئے انیسویں صدی کے شروع تک غلامی کو جاری رکھتا چلا گیا۔

سوال عام الرمادۃ کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں مدینہ اور اس کے گردونواح میں سخت قحط پڑا۔ اس سال کا نام عام الرمادۃ یعنی راکھ کا سال رکھا گیا اس لئے کہ ساری زمین بارش نہ ہونے کی وجہ سے سیاہ ہو کر راکھ کے مشابہ ہو گئی تھی اور یہ کیفیت نو ماہ رہی۔

سوال قحط کے دوران حضرت عمرؓ کو کہاں کہاں سے مدد پہنچی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: والیٔ مصر حضرت عمرو بن عاصؓ نے اناج اور غلہ کے ایک ہزار اونٹ بھیجے۔ گھی اور کپڑے وغیرہ اسکے علاوہ تھے۔ والیٔ عراق حضرت سعدؓ نے دو ہزار اونٹ اناج اور غلّے کے بھیجے۔ کپڑے وغیرہ اسکے علاوہ تھے۔ والیٔ شام حضرت امیر معاویہ نے تین ہزار اونٹ غلّے کے بھیجے اور کپڑے وغیرہ اسکے علاوہ تھے۔

سوال ایک موقع پر جب عمدہ حصہ اونٹ کا حضرت عمرؓ کی خدمت میں کھانے کیلئے پیش کیا گیا تو آپؓ نے کیا کہا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا کہ: افسوس! افسوس! میں کیا ہی بُرا نگران ہوں گا اگر اس کا اچھا حصہ میں کھاؤں اور لوگوں کو اس کا ردّی حصہ کھلاؤں۔ یہ پیالہ اٹھا لو اور ہمارے لیے اس کے علاوہ کوئی اَور کھانا لاؤ۔

سوال قحط کس طرح دُور ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک شخص نے خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دعا کی طرف توجہ دلائی ہے اس پر حضرت عمرؓ نے لوگوں میں اعلان کرایا کہ نماز استسقاء پڑھی جائے گی۔ آپؓ نے دیگر شہروں کے گورنروں کے نام خط تحریر فرمائے کہ تم مدینہ اور ان کے اطراف کے بندگان خدا کیلئے نماز استسقاء پڑھو کیونکہ وہ مصیبت کی انتہا کو پہنچ گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو نماز استسقاء کیلئے باہر میدان میں جمع کیا اور حضرت عباسؓ کو لے کر حاضر ہوئے، مختصر خطبہ پڑھا اور نماز پڑھائی پھر دوزانو ہو کر بیٹھے اور دعا شروع کی۔ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا۔ اس کے بعد آپؓ واپس لوٹے۔ ابھی گھر نہیں پہنچ پائے تھے کہ میدان میں بارش کی وجہ سے تالاب بن گیا۔

سوال مسجد نبوی میں چٹائیاں کب اور کیوں بچھائی گئیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سب سے پہلے مسجد نبویؐ میں جس نے چٹائی بچھائی وہ حضرت عمرؓ تھے۔ پہلے لوگ جب اپنا سر سجدے سے اٹھاتے تو اپنے ہاتھ جھاڑا کرتے تھے۔ اس پر آپؓ نے چٹائیاں بچھانے کا حکم دیا جو عقیق سے لا کر مسجد نبوی میں بچھائی گئیں۔

سوال حضرت عمرؓ نے کب اور کس رنگ میں مسجد نبوی کی توسیع فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ کے زمانے میں 17 ہجری میں مسجد نبویؐ کی توسیع ہوئی تھی۔ آپؓ نے اس کی ہیئت اور طرزِ تعمیر میں کوئی تبدیلی نہ کرائی۔ چھت پہلے کی طرح کھجور کے پتوں کی ہی رہی۔ صرف ستون لکڑی کے ڈلوا دیئے۔ اس توسیع کے بعد مسجد کا رقبہ تقریباً پچاس ضرب پچاس (50X50) میٹر سے بڑھ کر ستر ضرب ساٹھ (70X60) میٹر ہو گیا۔

سوال حضرت عمرؓ نے انتظامی امور کی بہتری کیلئے کیا کیا قدم اٹھائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام لوگوں کی مردم شماری کرائی اور راشننگ سسٹم قائم کر دیا جو بنوامیہ کے عہد تک جاری رہا۔ یورپین مؤرخ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ سب سے پہلی مردم شماری حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کروائی تھی۔ تمام لوگوں کو ایک مقررہ نظام کے ماتحت غذا ملتی اور جو باقی ضروریات رہ جاتیں ان کیلئے انہیں ماہوار کچھ رقم دے دی جاتی۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ممالک کو صوبہ جات میں تقسیم کیا گیا تاکہ انتظامی امور میں آسانی رہے۔

سوال رعایا کی خوراک، پوشاک اور رہائش کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: اسلام کے نزدیک ہر فرد کی خوراک، رہائش اور لباس کی ذمہ دار حکومت ہے اور اسلام نے ہی سب سے پہلے اس اصول کو جاری کیا ہے۔ یہ کتنی بڑی اہم چیز ہے جس سے تمام دنیا میں امن قائم ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسلام نے یہ اصول مقرر کیا ہے کہ کھانا اور کپڑا حکومت کے ذمہ ہے اور یہ ہر امیر اور غریب کو دیا جائے گا خواہ وہ کروڑ پتی ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ آگے کسی اَور کو ہی کیوں نہ دے دے تاکہ کسی کو یہ محسوس نہ ہو کہ اسے ادنیٰ خیال کیا جاتا ہے۔

سوال شوریٰ کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: شوریٰ کا قیام حضرت عمرؓ کے زمانے میں ہوا۔ مجلس شوریٰ میں ہمیشہ لازمی طور پر مہاجرین اور انصار کے ارکان شریک ہوتے تھے۔ مجلس کے انعقاد کا یہ طریقہ تھا کہ پہلے ایک شخص اعلان کرتا کہ اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ ۔ جب لوگ جمع ہو جاتے تو حضرت عمر مسجد نبویؐ میں جا کر دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ نماز کے بعد منبر پر چڑھ کر خطبہ دیتے تھے اور بحث طلب امر پیش کیا جاتا تھا۔ معمولی اور روزمرہ کے کاروبار میں اس مجلس کے فیصلے کافی سمجھے جاتے تھے لیکن جب کوئی اہم امر پیش آتا تو مہاجرین اور انصار کا اجلاس عام ہوتا اور سب کے اتفاق سے وہ امر طے پاتا تھا۔

سوال حضرت عمرؓ کے زمانہ میں عاملین کی تقرری کا کیا طریق تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اہم خدمات کیلئے عہدیداروں کی تقرری شوریٰ کے ذریعہ کی جاتی۔ جس پر سب ارکان اتفاق کر لیتے اُس کا انتخاب کر لیا جاتا۔ بعض اوقات صوبہ یا ضلع کے حاکم کو حکم بھیجتے کہ جو شخص زیادہ قابل ہو اس کا انتخاب کر کے بھیجو۔ چنانچہ انہی منتخب لوگوں کو حضرت عمرؓ عامل مقرر فرما دیتے۔ حضرت عمرؓ نے عاملین کی زیادہ تنخواہیں مقرر فرمائیں تھیں تاکہ ایمانداری سے یہ لوگ اپنے کام کر سکیں۔

سوال حضرت عمرؓ عاملین کو کیا نصیحت فرماتے تھے؟

جواب حضرت عمرؓ عہدیداروں کو یہ نصائح فرماتے کہ یاد رکھو! میں نے تم لوگوں کو امیر اور سخت گیر مقرر کر کے نہیں بھیجا بلکہ امام بنا کر بھیجا ہے تاکہ لوگ تمہاری تقلید کریں۔ مسلمانوں کے حقوق ادا کرنا۔ ان کو زدوکوب نہیں کرنا کہ وہ ذلیل ہوں۔ سزائیں نہیں دینی بلکہ ان کے حق ادا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ جو شخص عامل مقرر ہوتا اس سے یہ عہد لیا جاتا کہ وہ ترکی گھوڑے پر سوار نہیں ہوگا۔ باریک کپڑے نہیں پہنے گا۔ چھنا ہوا آٹا نہیں کھائے گا۔ دروازے پر دربان مقرر نہیں کرے گا۔ ضرورت مندوں کیلئے ہمیشہ دروازے کھلے رکھے گا۔ یہ ہدایات تمام عاملین کے لیے تھیں اور لوگوں میں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں۔

سوال زراعت کی ترقی کیلئے حضرت عمرؓ نے کیا اقدامات کئے؟

جواب حضرت عمرؓ نے بے آباد زمینوں کے متعلق فرمایا کہ جو ان کو آباد کرے گا وہ اسکی ملکیت ہوگی۔ نہریں جاری کی گئیں۔ محکمہ آبپاشی قائم کیا گیا جو تالاب وغیرہ تیار کروانے کا کام بھی کرتا تھا۔

......☆......☆......☆......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لئے اسے غور کرنا چاہئے کہ وہ کسے دوست بنا رہا ہے

والدین کو بچوں کی نگرانی رکھنی چاہئے اور یہ نگرانی سختی سے نہیں رکھنی چاہئے بلکہ بچوں سے بے تکلف ہوں

والدین کو اپنے بچوں سے ایک دوستانہ ماحول پیدا کرنا ہوگا، دوستانہ ماحول پیدا کر کے انہیں یہ احساس دلائیں کہ اچھا کیا ہے اور بُرا کیا ہے

قرآن و حدیث کے حوالہ سے اچھی صحبت اختیار کرنے کے متعلق زرّیں نصائح پر مشتمل حضور انور کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 11/جون 2004 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور نے کس قرآنی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آیت: یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (سورۃ توبہ آیت: 119) کی تلاوت فرمائی۔

سوال ارشادِ خداوندی کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ نے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: انسان ہمیشہ اپنے گندے جلیسوں کی وجہ سے تباہی کے گڑھے میں گرا کرتا ہے۔ اسی وجہ سے قرآن کریم نے مومنوں کو خاص طور پر نصیحت فرمائی ہے کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ یعنی اے مومنو! تم ہمیشہ صادقوں کی معیت اختیار کیا کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے گردوپیش کی اشیاء سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اگر وہ اپنی دوستی اور ہم نشینی کے لئے ان لوگوں کا انتخاب کرے گا جو اعلیٰ اخلاق کے مالک ہوں گے تو لازماً وہ بھی اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرے گا۔

سوال صحبت کس طرح اپنا اثر دکھاتی ہے؟

جواب حضور انور فرماتے ہیں: ایک سکھ طالبعلم تھا جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑی عقیدت تھی۔ اس نے آپؑ کو لکھا کہ پہلے تو مجھے خدا کی ہستی پر بڑا یقین تھا لیکن اب مجھے کچھ کچھ شکوک وشبہات پیدا ہونے لگ گئے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس کو جواب دیا کہ تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی دہریت کے خیالات رکھتا ہے جس کا تم پہ اثر پڑ رہا ہے، اس لئے اپنی

جگہ بدل لو۔ چنانچہ اس نے اپنی سیٹ بدل لی اور خودبخود اس کی اصلاح ہو گئی۔

سوال دوست بنانے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لئے اسے غور کرنا چاہئے کہ وہ کسے دوست بنا رہا ہے۔

سوال بچوں کی نگرانی کے متعلق والدین کو حضور انور نے کن امور کی طرف متوجہ فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: والدین کو بچوں کی نگرانی رکھنی چاہئے اور یہ نگرانی سختی سے نہیں رکھنی چاہئے بلکہ بچوں سے بے تکلف ہوں۔ والدین کو اپنے بچوں سے ایک دوستانہ ماحول پیدا کرنا ہوگا۔ بچوں سے دوستانہ ماحول پیدا کر کے انہیں یہ احساس دلانا چاہئے کہ اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے۔ ایک عمر میں آ کے والدین خود بچوں سے باتیں کرتے ہوئے جھجکتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ ان کو دین کی

طرف لانے کے لئے، دین کی اہمیت ان کے دلوں میں پیدا کرنے کے لئے انہیں خدا سے ایک تعلق پیدا کروانا ہوگا۔ اس کیلئے والدین کو دعاؤں کے ساتھ ساتھ بڑی کوشش کرنی چاہئے اور اس وقت تک یہ کام نہیں ہوگا جب تک والدین کا شمار خود صادقوں میں نہ ہو۔

سوال بچوں کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کیا نصائح فرمائیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بچوں کو میں کہتا ہوں کہ اپنے دوست سوچ سمجھ کر بناؤ۔ یہ نہ سمجھو کہ والدین تمہارے دشمن ہیں یا کسی سے روک رہے ہیں بلکہ سولہ سترہ سال کی عمر ایسی ہوتی ہے کہ خود ہوش کرنی چاہئے، دیکھنا چاہئے کہ ہمارے جو دوست ہیں بگاڑنے والے تو نہیں، اللہ تعالیٰ سے دُور لے جانے والے تو نہیں ہیں۔ ایسے دوست تمہارے خیر خواہ اور سچے دوست نہیں ہو سکتے۔ ایک احمدی بچے کو تو کیونکہ صادقوں کی صحبت سے فائدہ اٹھانا ہے اس لئے یاد رکھیں کہ یہ گروہ شیطان کا گروہ ہے صادقوں کا گروہ نہیں اس لئے ایسے لوگوں میں بیٹھ کے اپنی اور اپنے خاندان کی بدنامی کا باعث نہ بنیں اور ہمیشہ نظام سے تعلق رکھیں۔ نظام جو بھی آپ کو سمجھاتا ہے آپ کی بہتری اور بھلائی کیلئے سمجھاتا ہے۔ نمازوں کی طرف توجہ دیں۔ قرآن پڑھنے کی طرف توجہ دیں۔

سوال نیک اور برے ساتھی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا مثال بیان فرمائی؟

جواب حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جن میں سے ایک کستوری اٹھائے ہوئے ہو اور دوسرا بھٹی جھونکنے والا ہو۔ کستوری اٹھانے والا تجھے مفت خوشبو دے گا یا تو اس سے خرید لے گا ورنہ کم از کم تو اس کی خوشبو اور مہک سونگھ ہی لے گا۔ اور بھٹی جھونکنے والا یا تیرے کپڑوں کو جلا دے گا یا اس کا بدبودار دھواں تجھے تنگ کرے گا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صحبت کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: صحبت میں بڑا اشرف ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ گہری صحبت نبی اور صاحب نبی کو ایک کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو قرآن شریف میں کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ فرمایا ہے۔ اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ایک بے نظیر خوبی ہے کہ ہر زمانے میں ایسے صادق موجود رہتے ہیں۔

سوال حضور انور نے کیسی ملازمتوں سے احمدیوں کو منع فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جو یہاں آ کے ایسے ریسٹورنٹ میں کام کرتے ہیں جہاں شراب وغیرہ بیچی جاتی ہے تو اس کام کو ختم کریں اور ملازمتوں کو چھوڑیں۔ فرمایا: سؤر کے گوشت کھانے پر بھی قرآن شریف میں مناہی ہے۔ لہٰذا جو لوگ ایسے ریسٹورنٹس میں کام کرتے ہیں جہاں سؤر کے گوشت سے برگر بناتے ہیں یا برگر Serve کرتے ہیں، ایسی نوکریوں کو چھوڑ دینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر چھوڑیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ برکت پڑے گی اور یہ اصلاح نفس کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی اہمیت کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس زمانے میں جو صحیح طریقے ہمیں دین کو سمجھنے کے لئے بتائے وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی بتائے ہیں۔ اس لئے آپؑ کی کتب پڑھنے کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔ یہ بات بھی صحبت صادقین کے زمرے میں آتی ہے کہ آپؑ کے علم کلام سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اگر قرآن و احادیث کو سمجھنا ہے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ یہ تو بڑی نعمت ہے ان لوگوں کیلئے جن کو اردو پڑھنی آتی ہے کہ تمام کتابیں اردو میں ہیں۔

سوال تزکیہ نفس کیا کرنا چاہئے؟

جواب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: قرآن شریف میں آیا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا اس نے نجات پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ تزکیہ نفس کے واسطے صحبت صالحین اور نیکوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا بہت مفید ہے جھوٹ وغیرہ اخلاق رذیلہ دُور ہونے چاہئیں۔ اپنی غلطیوں کو ساتھ ساتھ درست کرنا چاہئے۔ آدمی ایسا جانور ہے کہ اس کا تزکیہ ساتھ ساتھ ہوتا رہے تو سیدھی راہ پر چلتا ہے ورنہ بہک جاتا ہے۔

سوال خدا سے تعلق پیدا کرنے کے لئے مسیح موعود علیہ السلام نے کن دو چیزوں کی طرف رہنمائی فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: دو چیزیں ہیں ایک تو دعا کرنی چاہئے اور دوسرا طریق یہ ہے کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ راستبازوں کی صحبت میں رہو تا کہ ان کی صحبت میں رہ کر تم کو پتہ لگ جاوے کہ تمہارا خدا قادر ہے، بینا ہے، دیکھنے والا ہے، سننے والا ہے، دعائیں قبول کرتا ہے اور اپنی رحمت سے اپنے بندوں کو صدہا نعمتیں دیتا ہے۔ ......☆......☆......

بقیہ سیرۃ المہدیؑ از صفحہ نمبر 9

معروف قانون قدرت کا دخل نہیں ہوتا اور یہی وہ صورت ہے جو عرف عام میں خارق عادت یا معجزہ کہلاتی ہے۔ اور گو اس میں بھی ایک حد تک سنت اللہ کے مطابق اخفاء کا پردہ ہوتا ہے۔ لیکن ہر عقلمند شخص جسے تعصب نے اندھا نہ کر رکھا ہو اس کے اندر صاف طور پر خدا کی قدرت خاص کا نظارہ دیکھتا ہے۔ پس اگر خدا تعالیٰ نے قسم اوّل کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اپنے عام قانون قدرت کے ماتحت ایسے سامان جمع کر دیئے ہوں کہ جن کے نتیجہ میں موسم عموماً اچھا رہتا ہو اور بادل اور بارشیں اور خنک ہوائیں بروقت وقوع میں آ کر زیادہ دن تک لگاتار گرمی کی شدت نہ پیدا ہونے دیتی ہوں تو یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں۔ آخر جہاں خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام کو آسان کرنے کیلئے اپنی عام قدرت کے ماتحت ڈاک اور تار اور ریل اور دخانی جہاز اور مطبع وغیرہ کی سہولتیں پیدا کر دیں اور دوسری طرف اپنی تقدیر خاص کے ماتحت ہزاروں خارق عادت نشان ظاہر فرمائے وہاں اگر اس خیال کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ آپ نے خصوصیت کے ساتھ تصنیف کا کام کرنا ہے جو عموماً اچھے موسم کو چاہتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ نے اپنی عام تقدیر کے ماتحت ایسے سامان جمع کر دیئے ہوں کہ جن کے نتیجہ میں موسم میں عموماً زیادہ شدت کی گرمی نہ پیدا ہوتی ہو تو کسی عقل مند مومن کے نزدیک جائے اعتراض نہیں ہوسکتا۔ باقی رہا حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں کبھی ایک آدھ دفعہ نماز استسقاء کا پڑھا جانا۔ سو اس سے بھی جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ اوّل

اس کا صحیح مطلب بیان کر رہا ہے یا اس کے مطابق عمل کر رہا ہے۔ یہ نقص اسی صورت میں دُور ہو سکتا ہے کہ تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد ایسے لوگ کھڑے ہوتے رہیں جو کتاب کے صحیح مفہوم کی طرف لوگوں کو لاتے رہیں اور یہ حفاظت دائمی طور پر قرآن کریم ہی کو حاصل ہے۔ بیشک دوسری کتب سماویہ کو بھی اس عرصہ میں کہ وہ زندہ کتب تھیں یعنی دنیا کیلئے قابل عمل تھیں یہ حفاظت حاصل تھی مگر اب انہیں۔ اب صرف قرآن کریم ہی کو یہ حفاظت حاصل ہے۔ صرف اس کے ماننے والے ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ سے براہ راست الہام پانے کے مدعی ہوتے چلے آئے ہیں اور اس زمانہ میں کہ دین سے غفلت انتہاء کو پہنچ گئی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا مامور مبعوث فرمایا ہے جس نے کلی طور پر قرآن کی تفسیروں کو زوائد اور حشو سے پاک کر کے اصلی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ حتیٰ کہ قرآن جو اسی زمانہ کے علوم کے سامنے ایک معذرت خواہ کی صورت میں کھڑا تھا، اب ایک حملہ آور کی صورت میں کھڑا ہے جس کے سامنے سب فلسفے اور مذاہب اس طرح بھاگ رہے ہیں جیسے شیر کے سامنے سے لومڑ فَسُبْحَانَ اللّٰہِ الْمَلِكِ الْعَزِیْزِ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا دعویٰ ہے کہ اس مامور کی اتباع کی برکت سے کسی علم کا متبع خواہ قرآن کریم کے کسی مسئلہ پر حملہ کرے مَیں اس کا معقول اور مدلل جواب دے سکتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر ذی علم کو ساکت کر سکتا ہوں۔ خواہ وقتی جوش کے ماتحت وہ اعلی الاعلان اقرار کرنے کیلئے تیار نہ ہو۔ مَیں نے اس کا ربع صدی سے زیادہ عرصہ میں تجربہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب سے اس میدان میں داخل ہوا ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ظاہر و باطن میں کبھی مجھے اس بارہ میں شرمندہ ہونے کا موقعہ نہیں ملا۔

غرض خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کی معنوی حفاظت کا مدار صرف عقل پر ہی نہیں رکھا اور اسکی تشریح کا انحصار صرف انسانی دماغ پر ہی نہیں چھوڑا بلکہ خود اپنے کلام سے اس کو ظاہر فرمانے کا ذمہ لیا ہے جس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جب اس طرح سے عملی پھل ظاہر ہوتے ہیں تو قرآن مجید کے محفوظ ہونے کا ایک بین ثبوت ملتا رہتا ہے۔ دوائی اگر فائدہ کرتی ہے تو ہم اسے تازہ سمجھتے ہیں ورنہ بوسیدہ سمجھتے ہیں۔ قرآن مجید کے تازہ پھل بھی ثابت کرتے رہتے ہیں کہ قرآن مجید محفوظ اور زندہ کتاب ہے اور یہ قرآن مجید کی حفاظت کا ایسا زبردست ذریعہ ہے جو اور کسی کتاب کو میسر نہیں اور نہ کبھی ہوگا۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 19، مطبوعہ قادیان 2010)

بقیہ سیرت خاتم النّبیینؐ از صفحہ 8

جو یمن کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ ظہورِ اسلام کے وقت یہ علاقہ عرب کے عیسائیوں کا بڑا مرکز تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ کیلئے جس کا ذکر قرآن شریف میں بھی آتا ہے انہی لوگوں کو بُلایا تھا۔

(3) عرب کے جنوب میں یمن کے مشرق کی طرف حضرموت ہے اور حضرمَوت کے مشرق کی طرف مہرہ ہے۔ یہ ہر دو مشہور علاقے ہیں۔

(4) عرب کے جنوب مشرق میں عمّان ہے جس کا دارالخلافہ مسقط ایک مشہور شہر ہے۔

(5) مشرق میں خلیج فارس کے ساحل کے ساتھ الحساء کا علاقہ ہے جس کے قرب میں بحرین کے جزائر ہیں اور اسی وجہ سے بعض اوقات الحساء کو بحرین بھی کہہ لیتے ہیں۔ بحرین کے ساحل سے موتی نکالے جاتے ہیں۔

(6) وسط عرب میں نجد ہے جو ایک نہایت وسیع اور مشہور علاقہ ہے اور کئی چھوٹے چھوٹے علاقوں میں جن میں سے بعض عرب کے شاداب حصوں میں شمار ہوتے ہیں منقسم ہے۔ قبائل غطفان اور سلیم وغیرہ اس جگہ آباد تھے۔ یمامہ جو نجد کے جنوب مشرق میں ہے۔ بنوحنیفہ یعنی مسیلمہ کذاب کے قبیلے کا مسکن تھا۔

(7) یمامہ اور حضرموت کے درمیان الاحقاف ایک معروف علاقہ ہے۔ قوم عاد کا جن کی طرف حضرت ہودؑ مبعوث ہوئے تھے، یہی مسکن تھا مگر آجکل یہ بالکل ویران وغیر آباد ہے۔

(8) نجد کے شمال مشرق میں حجاز کے ساتھ ملا ہوا خیبر بھی ایک چھوٹا سا علاقہ ہے جو قدیم زمانہ میں یہود کا ایک بڑا مرکز تھا اور قلعوں کے ساتھ مستحکم کیا گیا تھا۔ خیبر کے شمال مشرق میں تیما بھی یہود کا ایک مرکز تھا۔ تیما کے قریب ہی حجر کی بستی ہے جس میں ثمود کی قوم آباد تھی جس کی طرف حضرت صالحؑ مبعوث ہوئے تھے۔ حجر کے غربی جانب ساحلِ سمندر کی طرف مدین کا علاقہ ہوتا تھا جہاں حضرت موسیٰؑ اپنی بعثت سے پہلے حضرت شعیبؑ کے پاس آ کر ٹھہرے تھے۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ صفحہ 43 تا 47، مطبوعہ 2006 قادیان)

SUIT SPECIALIST
Proprietor
SYED ZAKI AHMAD
Bandra, Mumbai
Mobile : 09867806905

EHSAN
DISH SERVICE CENTER
Opp. Four Storey Civil Lines Qadian
All types of Dish & Mobile Recharge
(MTA کا خاص انتظام ہے)
Mobile : 9915957664, 9530536272

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 16 - September - 2021 Issue. 37

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10 ستمبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت کا ذکر چل رہا تھا اور اس زمانے کی جو جنگیں تھیں ان کا ذکر تھا۔ دمشق کی فتح کے بعد ابوعبیدۃ نے خالد بن ولید کو بقاع کی مہم پر روانہ کیا اور انہوں نے اسے فتح کیا۔ بقاع دمشق بعلبک اور حمص کے درمیان ایک وسیع علاقہ ہے۔ ابوعبیدۃ نے دمشق پر یزید بن ابوسفیان کو اپنا قائمقام بنایا اور یزید نے دیہہ بن خلیفہ کو ایک سریہ کے ساتھ تَدْمُر روانہ کیا تاکہ وہاں فتح کا راستہ ہموار کریں۔ تدمر شام کے علاقے میں ایک قدیم اور مشہور شہر ہے جو حلب سے پانچ دن کی مسافت پر واقع ہے۔ یہ جس یزید کا ذکر ہو رہا ہے یہ حضرت ابوسفیان کے بیٹے تھے۔ اسی طرح ابوزہرا قشیری کو بسنیہ اور حوارن بھیجا لیکن وہاں کے لوگوں نے صلح کر لی بسنیہ دمشق کے قریب ایک بستی کا نام ہے۔ شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اردن کے دارالحکومت طبریہ کو چھوڑ کر بقیہ پورے ملک پر قبضہ کر لیا اور طبریہ والوں نے مصالحت کر لی۔ حضرت خالد بن ولید نے بقاع کے بعد بعلبک فتح کیا۔ بعلبک والوں نے آپ سے مصالحت کر لی اور آپ نے ان کے ساتھ معاہدہ تحریر کر دیا۔ بعلبک بھی دمشق سے تین دن کی مسافت پر واقع ایک قدیم شہر ہے۔

فحل ایک جگہ ہے اس کی فتح چودہ ہجری میں ہوئی حضرت ابوعبیدۃ نے حضرت عمر کی خدمت میں تحریر کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہرقل حمص میں مقیم ہے اور وہاں سے دمشق فوجیں روانہ کر رہا ہے لیکن یہ فیصلہ کرنا میرے لئے دشوار ہے کہ پہلے دمشق پر حملہ کروں یا فحل پر۔ فحل بھی شام میں ایک جگہ کا نام ہے۔ حضرت عمر نے جواباً تحریر فرمایا پہلے دمشق پر حملہ کر کے اسے فتح کرو کہ وہ شام کا قلعہ ہے اور اس کا صدر مقام ہے۔ ساتھ ہی فحل میں بھی سوار دستے بھیج دو جو انہیں تمہاری طرف نہ بڑھنے دیں۔ اگر دمشق سے پہلے فحل فتح ہو جائے تو بہتر ورنہ دمشق فتح کر لینے کے بعد تھوڑی سی فوج وہاں چھوڑ دینا اور تمام سرداروں کو اپنے ساتھ لے کر فحل روانہ ہو جانا اور اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں میں فحل کو فتح کرا دے تو خالد اور تم حمص چلے جانا اور شرحبیل اور عمرو بن عاص کو اردن اور فلسطین بھیج دینا۔ خط ملتے ہی حضرت ابوعبیدۃ نے فوج کے دس افسروں کو جن میں سب سے نمایاں ابوالاعور سلمی تھے فحل بھیج دیا اور خود حضرت خالد بن ولید کے ساتھ دمشق روانہ ہو گئے۔ رومی فوجوں نے مسلمانوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اپنے گرد و پیش کی زمین میں بحیرہ طبریہ اور دریائے اردن کا پانی چھوڑ دیا جس سے ساری زمین دلدل بن گئی اور اسے عبور کرنا دشوار ہو گیا۔ مگر مسلمان ثابت قدم رہے۔ مسلمانوں کا استقلال دیکھ کر عیسائی صلح پر آمادہ ہوئے۔ حضرت معاذ بن جبل بطور سفیر گفتگو کیلئے روانہ ہوئے مگر صلح کی گفتگو کامیاب نہ ہوئی۔ اس کے بعد رومیوں نے براہ راست حضرت ابو عبیدہ سے بات کرنی چاہی اور ان کا ایک قاصد آپ کے پاس آیا۔ قاصد نے کہا کہ ہم تمہاری فوج کو فی کس دو دو اشرفیاں دیں گے تم یہاں سے چلے جاؤ۔ حضرت ابوعبیدۃ نے انکار کیا۔ قاصد اس پر بڑا ناراض ہوا اور اٹھ کر چلا گیا۔ ابوعبیدۃ نے اس کے تیور دیکھ کر فوج کو تیار رہنے کا حکم دیا اور ایک زبردست لڑائی کے بعد مسلمانوں نے دمشق کو فتح کر لیا۔

پھر فتح بیسان ہے۔ جب شرحبیل فحل کی جنگ سے فتح پا چکے تو اپنی فوج اور عمرو بن عاص کو لے کر اہل بیسان کی طرف بڑھے۔ بیسان طبریہ کے جنوب میں اٹھارہ میل کے فاصلے پر واقع جگہ ہے۔ شرحبیل نے بیسان پہنچ کر قلع کا محاصرہ کر لیا جو چند روز تک جاری رہا۔ بعد میں وہاں کے کچھ لوگ مقابلے کیلئے باہر نکلے۔ مسلمان ان سے لڑے اور ان کا خاتمہ کر دیا باقی لوگوں نے مصالحت کی درخواست کی جو مسلمانوں نے منظور کر لی۔

پھر فتح طبریہ ہے۔ جب اہل طبریہ کو بیسان کی فتح اور اس کے معاہدہ کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے بھی مسلمانوں سے مصالحت کر لی۔ پھر فتح حمص یہ چودہ ہجری میں ہوئی۔ شام کا ایک مشہور شہر تھا اور جنگی اور سیاسی اہمیت رکھتا تھا۔ یہ حمص کے قریب رومیوں نے خود آگے بڑھ کر مقابلہ کیا لیکن ان کو شکست ہوئی۔ حضرت ابوعبیدۃ اور حضرت خالد بن ولید نے حمص پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ سخت سردی کا موسم تھا رومیوں کو یقین تھا کہ مسلمان کھلے میدان میں دیر تک نہیں لڑ سکیں گے۔ حمص والے قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہے۔ رومی ہرقل کی مدد کے انتظار میں تھے اور چاہتے تھے کہ مسلمان سردی سے عاجز آ کر بھاگ جائیں لیکن مسلمانوں نے ثبات قدم دکھایا اور ہرقل کی مدد بھی ان کو نہ پہنچی اور سردی کے دن بھی گزر گئے تو اہل حمص کو یقین ہو گیا کہ اب ان لوگوں کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا چنانچہ انہوں نے صلح کی درخواست کی۔ مسلمانوں نے اسے قبول کر لیا۔

پھر اسی سال یعنی 14 ہجری میں مرج الروم کا واقعہ پیش آیا۔ مرج الروم دمشق کے قریب ایک مقام تھا۔ واقعہ یہ ہوا کہ حضرت ابوعبیدۃ فحل سے حمص جانے کیلئے حضرت خالد بن ولید کے ساتھ روانہ ہوئے۔ سب نے ذوالقلاع مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ ان کی اس نقل و حرکت کی اطلاع ہرقل کو ہوئی تو اس نے توذرا بطریق کو روانہ کیا۔ جب یہ لوگ مرج الروم پہنچے تو شنس رومی بھی ادھر آ گیا اور توذرا کے قریب ہی شاہ سواروں کے ساتھ اس نے پڑاؤ ڈال لیا۔ یہ شنس دراصل توذرا کی مدد اور حمص والوں کے بچاؤ کیلئے آیا تھا۔ جب رات آئی تو توذرا دمشق کی طرف توانہ ہو گیا۔ حضرت خالد بن ولید گھڑسواروں کا ایک دستہ لے کر اسی رات اسکے تعاقب میں چل پڑے۔ ادھر یزید بن ابوسفیان کو توذرا کی اس حرکت کی خبر مل گئی تھی چنانچہ وہ توذرا کے مقابلے پر آ گئے اور دونوں لشکروں میں جنگ کا میدان گرم ہو گیا۔ ابھی دونوں کے درمیان لڑائی جاری تھی کہ پیچھے سے حضرت خالد بن ولید اپنے لشکر کے ساتھ موقع پر پہنچ گئے اور انہوں نے توذرا کی پشت سے ہلہ بول دیا نتیجۃً کشتوں کے پشتے لگ گئے اور دشمن سامنے اور پیچھے دونوں طرف سے مارا گیا۔ توذرا کو حضرت خالد بن ولید نے قتل کیا تھا۔ دوسری طرف حضرت ابوعبیدۃ نے شنس کا مقابلہ کیا۔ دونوں فوجوں میں مرج الروم کے مقابلے پر جنگ چھڑ گئی اسلامی لشکر نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور حضرت ابوعبیدۃ نے شنس کا کام تمام کر دیا۔ پھر حضرت ابوعبیدۃ فوج لے کر حماد کی طرف روانہ ہوئے۔ حماد بھی شام کا ایک قدیم شہر ہے جو دمشق سے پانچ روز کی مسافت پر واقع تھا۔ اہل حماد نے ان کے آگے سر اطاعت خم کر دیا۔ اسکے بعد حضرت ابوعبیدہ نے شہزر سلیمہ اور لاذقیہ فتح کیا۔ لاذقیہ والے قلع بند ہو گئے لیکن ابوعبیدہ نے ایک جنگی چال کے تحت انہیں شکست دے دی۔

پھر فتح قنسرین ہے یہ پندرہ ہجری کی ہے۔ حضرت ابوعبیدۃ بن جراح نے حضرت خالد بن ولید کو قنسرین کی طرف روانہ کیا جو صوبہ حلب کا ایک بارونق شہر تھا حلب کے راستے میں پہاڑ کے درمیان قنسرین کا قلع واقع تھا۔ حضرت خالد بن ولید حاضر مقام کے قریب پہنچے حاضر بھی حلب کے قریب ایک مقام ہے اس جگہ رومی لوگ مناس کی زیر قیادت آپ کے مقابلے میں آ گئے۔ ہرقل کے بعد روم کا سب سے بڑا اسپہ سالار مناس ہی تھا۔ سخت معرکے کے بعد حضرت خالد نے رومیوں کا بہت سا لشکر قتل کر دیا اور ان کے سردار مناس کو بھی قتل کر دیا۔ کچھ رومی بھاگ کر قنسرین میں قلعہ بند ہو گئے حضرت خالد نے ان کا تعاقب کیا لیکن جب وہ قنسرین پہنچے تو رومی شہر کے دروازے بند کر چکے تھے یہ دیکھ کر حضرت خالد نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر تم بادلوں میں بھی جا چھپو گے تو اللہ تعالیٰ ہم کو تمہارے پاس پہنچا دے گا یا تمہیں ہماری طرف پھینک دے گا۔ کچھ دن تو وہ یونہی قلعہ بند رہے لیکن آخر کار اُنہیں شکست تسلیم کرنی پڑی۔

پھر فتح قیساریہ ہے یہ بھی پندرہ ہجری کی ہے۔ قیساریہ شام کا ساحلی شہر ہے جو طبریہ سے تین دن کی مسافت پر واقع تھا۔ الفاروق میں لکھا ہے کہ قیساریہ پر اول تیرہ ہجری میں عمرو بن عاص نے چڑھائی کی اور مدت تک محاصرہ کئے پڑے رہے لیکن فتح نہ ہو سکا۔ ابوعبیدۃ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید بن ابوسفیان کو ان کی جگہ مقرر کیا اور حکم دیا کہ قیساریہ کی مہم پر جاؤ۔ وہ سترہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ روانہ ہوئے اور شہر کا محاصرہ کیا لیکن اٹھارہ ہجری میں جب بیمار ہوئے تو اپنے بھائی امیر معاویہ کو اپنا قائمقام مقرر کر کے دمشق چلے آئے وہیں ان کی وفات ہو گئی۔ حضرت معاویہ نے قیساریہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ رومی اسلامی فوج پر حملہ کرتے لیکن شکست کھا کر پھر اپنے مورچوں میں واپس ہو جاتے۔ آخر کار جب محاصرہ طویل ہو گیا تو ایک دن مرنے مارنے کے ارادے سے نکلے لیکن شکست کھائی اور ایسی عبرتناک شکست کھائی کہ میدان جنگ میں انکے اسّی ہزار سپاہی مارے گئے۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے مکرم ملک سلطان رشید خان صاحب کوٹ فتح خان سابق امیر ضلع اٹک، مکرم عبدالقیوم صاحب انڈونیشیا، مکرم داؤدہ رزاقی یونس صاحب بینن اور مکرمہ خدیجہ صاحبہ آف کیرالہ انڈیا کا ذکر خیر فرمایا۔ ان کا ذکر خیر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا: مکرمہ خدیجہ صاحبہ مکرم مولوی کے محمد علوی صاحب سابق مبلغ کیرالہ کی اہلیہ تھیں۔ ان کے والد کہنی محی الدین صاحب کیرالہ کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے اور مرحومہ کو بہت چھوٹی عمر میں احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ بڑی صابرہ شاکرہ صوم وصلوٰۃ کی پابند دیندار غریب پرور مہمان نواز قناعت پسند خاتون تھیں۔ ان کے شوہر مبلغ سلسلہ تھے کئی کئی دن دوروں کی وجہ سے باہر رہتے تھے لیکن مرحومہ نے کبھی شکوہ نہیں کیا۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔ مرحومہ موصیہ بھی تھیں۔ آپ کے بڑے بیٹے کے محمود صاحب مبلغ سلسلہ تھے۔ چھوٹے بیٹے معلم سلسلہ ہیں اور پانچوں بیٹیاں مبلغین سے بیاہی گئی ہیں۔ حضور انور نے جمعہ کے بعد تمام مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔ ☆☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad